مُسلسل اِشاعت کے 60 سال

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ : ۶	جون 2023ء
جلد: ۲۷	ذِیقعدہ ۱۴۴۴ھ

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

حضور ﷺ کو آخری رسول ماننے والا ہی مسلمان بن سکتا ہے

حج ایک عالمی اجتماع

وفاقی وزیر حضرة مولانا مفتی عبدالشکور شہید رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیت اپنی موت آپ مر رہی ہے!

سندھ ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ : ۶ جلد : ۲۷

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا محمد اکرم طوفانیؒ

بانی : مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی : حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب
زیر سرپرستی : حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب
نگران اعلیٰ : حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران : حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر : حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر : صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب : مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ : یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

مولانا غلام رسول دینپوری	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
علامہ احمد میاں حمادی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا مفتی محمد راشد مدنی	مولانا محمد وسیم اسلم
مولانا محمد حسین ناصر	چوہدری محمد اقبال
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا عبدالرزاق
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد اویس

ناشر : عزیز احمد مطبع : تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت : جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون : 0333-8827001, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

قادیانیت اپنی موت آپ مررہی ہے	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات ومضامین

شمائل نبوی ﷺ......مشروبات کی سنتیں	مولانا سعد حسن خان ٹونکی/تلخیص مولانا محمد شاہد	08
حج ایک عالمی اجتماع	حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ	12
جنازہ کے احکام	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	15
انتخاب لاجواب	حافظ محمد انس	17
مناظرۃ الہند الکبریٰ یعنی ہندوستان کا عظیم مناظرہ (قسط:17)	مولانا رحمت اللہ کیرانوی/مولانا غلام رسول	20

شخصیات

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	25
وفاقی وزیر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور شہید رحمۃ اللہ علیہ	زاہد مقصود احمد قریشی	28
پیر جی حضرت قاری انیس الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ چیچہ وطنی	مولانا عبدالحکیم نعمانی	30
مولانا قاری اکرام الحق مردان کی والدہ محترمہ کا انتقال	مولانا اللہ وسایا	31

ردِ قادیانیت

حضور ﷺ کو آخری رسول ماننے والا ہی مسلمان بن سکتا ہے	انٹرویو: مولانا سید محمد عثمان منصور پوری	32
حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی	38
سندھ ہائیکورٹ کا تاریخی فیصلہ	جناب منظور احمد میو ایڈووکیٹ	43
قادیانیوں سے چند سوالات	مولانا عتیق الرحمٰن	49

متفرقات

ختم نبوت کانفرنس باغ آزاد کشمیر	مولانا محمد عادل خورشید	51
تبصرۂ کتب	مولانا اللہ وسایا	53
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

قادیانیت اپنی موت مر رہی ہے

۲۸؍اپریل ۱۹۷۳ء کو قادیانیوں کے خلاف آزاد کشمیر اسمبلی میں غیر مسلم اقلیت دینے کی قرارداد منظور ہوئی۔ اس قرارداد کے محرک ممبر آزاد کشمیر اسمبلی جناب میجر محمد ایوب تھے۔ جو باغ کے رہنے والے تھے۔ ان کی یاد میں ۲۹؍اپریل ۲۰۲۳ء کو مدرسہ تعلیم القرآن باغ میں عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔ اس میں حاضری کے موقعہ پر دیکھنے میں آیا کہ پورے آزاد کشمیر کے علماء ومشائخ، تمام مکاتب فکر کے رہنما، تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کے نمائندگان کا بھرپور اجتماع منعقد ہوا۔ جو صبح ۷ بجے سے تین بجے تک جاری رہا۔ تمام شرکاء ونمائندگان متفق اللسان تھے کہ قادیانیوں کا آزاد کشمیر میں تکبر وغرور خاک ہوگیا ہے۔ کشمیر کو قادیانی سٹیٹ بنانے کی سازش پیوند زمین ہوچکی ہے۔ قادیانیت سسک سسک کر جان کنی کے عالم میں پیوست ذلتوں کا ڈھیر بن گئی ہے۔ الحمدللہ!

مندوال تھانہ چونترہ راولپنڈی میں قادیانی فتنہ پر نزع کا عالم

آزاد کشمیر سے واپسی پر جامع مسجد الرشید گلزار قائد راولپنڈی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہ نما حضرت مولانا قاضی ہارون الرشید کے ہاں ۳۰؍اپریل ۲۰۲۳ء کو صبح ناشتہ پر مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد طارق، مولانا محمد بلال، مولانا محمد حسان اکھٹے تھے تو مولانا قاضی ہارون الرشید نے آگاہی دی کہ مندوال تھانہ چونترہ چکری روڈ راولپنڈی میں تقسیم سے قبل سردار پیر بخش قادیانی ہوا، اس کی برادری کے لوگ بھی دیکھا دیکھی قادیانیت میں لتھڑے گئے۔ یہ سب قادیانی جرنیل جنرل عبدالعلی قادیانی اور ملک اختر قادیانی کے اثر ورسوخ اور برادری کے لوگ تھے۔

تب مندوال جامع مسجد حنفی کے قاضی عبدالحنان خطیب تھے۔ انہوں نے قادیانی فتنہ کے خلاف آواز حق بلند کی۔ قاضی عبدالحنان کے بعد ان کے بھتیجے قاضی ضیاء الدین، پھر ان کے بیٹے قاضی نورالحق اور اب مولانا قاضی ہارون الرشید نے اس مسجد کا اہتمام وتولیت سنبھال رکھی ہے۔ اب اس گاؤں میں بچوں کی تعلیم کا مدرسہ بھی جاری ہے۔ بنین کے لئے بھی حفظ وناظرہ کا قاضی صاحب نے اہتمام کررکھا ہے، جمعہ ہوتا ہے۔

قاضی ہارون الرشید نے بتایا کہ قاضی ضیاء الدین کے زمانہ ۱۹۶۳ء میں ایک بار مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کا گاؤں میں جلسہ رکھا گیا، شدید گرمی کا موسم تھا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے تشریف لاتے ہی فرمایا کہ گاؤں کے قادیانی سردار پیر بخش کو ملنے کے لئے میں نے ان کے ڈیرہ پر جانا ہے۔ پیر بخش قادیانی سردار کا نواسہ سردار فتح خان مسلمان تھا۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا قاضی ضیاء الدین، سردار گانموں، سردار عبدالجبار، سردار خضر حیات، ماسٹر پرویز مسلمانوں کی طرف سے اور قادیانیوں کی طرف سے سردار پیر بخش قادیانی اس کا بیٹا مہدو خان قادیانی، منشی نواز قادیانی، سردار پیر قادیانی، یوسف قادیانی، قادیانی مربی سردار اولیاء خان، سردار فتح خان مسلمان کے گھر میں جمع ہوئے۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا ضیاء الدین مسلمانوں کی طرف سے اور سردار پیر بخش و سردار اولیاء خان مربی قادیانیوں کی طرف سے نمایاں تھے۔ مشترکہ بیٹھک ہوئی۔ حضرت قاضی احسان احمد نے فرمایا سردار پیر بخش میں تو آپ کو ملنے آپ کے دروازہ پر آنا چاہتا تھا۔ یہ آپ کے نواسہ سردار فتح خان نے آپ ہم سب کو یہاں جمع کر دیا ہے۔

حضرت قاضی احسان احمد صاحب نے قرآن مجید ہاتھ میں لیا۔ اس کا ایک رکوع نکالا، قادیانی مربی اولیاء خان سے کہا آپ اس کی اوّلاً تلاوت کر دیں، پھر خود اس کا ترجمہ کر دیں۔ پیر بخش اور اولیاء قادیانی دونوں نے حضرت قاضی احسان احمد صاحب سے تکرار و اصرار کے ساتھ کہا کہ نہیں آپ تلاوت بھی کر دیں اور ترجمہ بھی سمجھا دیں۔ جب ان قادیانی حضرات کے اصرار نے لجاجت کی شکل اختیار کر لی اور یہی قاضی صاحب چاہتے تھے کہ یہ قادیانی ہماری بات سننے کے لئے آمادہ ہوں تو حضرت قاضی ضیاء الدین خطیب مسجد حنفی کے بھتیجے قاضی ضیاء الرحمٰن نے تلاوت کی اور پھر حضرت قاضی احسان احمد صاحب نے ترجمہ و تفسیر شروع کی۔ انداز ایسا تبلیغی واصلاحی تھا کہ خود بھی رو رہے تھے، مسلمان اور قادیانی شرکاء پر بھی رقت طاری تھی۔ ایسا پر اثر بیان تھا کہ قرآن مجید کا ایک ایک کلمہ چمکتے آبدار موتیوں کے طرح تسبیح میں پروئے گئے۔ آخر پر قاضی احسان احمد نے سردار پیر بخش قادیانی سے فرمایا: سردار صاحب! مختلف ڈبوں پر مشتمل گاڑی سفر زندگی کے لئے اسٹیشن پر تیار ہے، کیا اس گاڑی کو ایک انجن کی ضرورت ہے یا دو انجنوں کی؟ قادیانی سردار نے کہا: ایک انجن کی! تو حضرت قاضی صاحب نے فرمایا: انجن محمد عربی ﷺ جو چودہ سو سال سے لے کر اب تک امت کی راہ نمائی کی گاڑی چلاتے آرہے تھے، اب آکر اس انجن کیا کمی و کمزوری واقع ہوگئی کہ اب دوسرے انجن (مرزا قادیانی) کو آپ یہ ڈیوٹی دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام معاذ اللہ! اب فارغ ہو گئے۔ ان کی تعلیمات میں نقص آ گیا اب اکیلے ان کے ماننے سے نجات نہ ہوگی۔ اب انجن دوسرا لگاؤ گے مرزا قادیانی کا، تو انسانیت کی نجات ہوگی۔ ورنہ مرزا قادیانی کے مانے بغیر تمہاری نجات نہیں۔ بتایئے محمد

عربی ﷺ میں کیا نقص واقع ہوا (معاذ اللہ) کہ آپ نے انجن بدل لیا۔ اس کو ایسے مؤثر پیرایہ میں بیان کیا کہ سبھی حاضرین ہر دو فریق دل نرم، سانس گرم اور آنکھیں پرنم تھیں۔ اب مجلس میں اطلاع آئی کہ مسجد میں جلسہ شروع ہے، سامعین سراپا انتظار، ایک گھنٹہ کی یہ اہل اسلام اور قادیانیوں کی محفل یوں گزری کہ وقت گزرنے کا کسی کو احساس تک نہ ہوا۔ پوری محفل اٹھی اور جلسہ گاہ کو روانہ ہوگئی۔ قادیانی سردار پیر بخش بھی ہمراہ ہوگیا، اس کے ساتھ قادیانی بھی۔ مسجد سامعین سے بھری ہوئی، قریب کی عمارتوں پر اس قادیانی سردار نے بندوقوں سے مسلح قادیانی افراد بٹھا رکھے تھے۔ اب جب مسلمان قائدین اور قادیانی گروپ ایک ساتھ جلسہ میں آئے تو منظر بدل گیا۔ مسلمان مارے خوشی کے جھومنے لگے اور قادیانی مسلح افراد پر اس شدید گرمی کے باوجود ندامت کی اوس پڑگئی۔ مسجد کل گیارہ مرلہ کی سامعین سے کھچا کھچ بھری نہیں، اٹی نظر آتی تھی۔ گرمی کا موسم لوگ مارے پسینے کے شرابور تھے۔ حضرت قاضی صاحب نے تقریر کے دوران ایک بار آسمان کی طرف چلچلاتی دھوپ میں دیکھا اور فرمایا: ''اللہ میاں آپ دیکھ رہے ہیں بہت گرمی ہے فضل چا فرما''

اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے بادل چھا گئے۔ مینہ برسنا شروع ہوا، ادھر قاضی صاحب برس رہے ہیں، ادھر بارش۔ لوگ یہ منظر دیکھ کر سراپا شکر گزار ہوگئے۔ مسلمان عباد شاکرین اور قادیانیوں کی اس منظر کے باعث گردنیں جھکیں اور نظریں زمین پر گڑھی نظر آتی تھیں۔ سیرت النبی ﷺ پر بیان شروع ہوا۔ آپ ﷺ کی شان رحمۃ للعالمین سے بات خاتم النّبیین تک پہنچی۔ آنجہانی مرزا قادیانی کے ٹاٹ کے پیوند کے بخیئے بھی ادھڑتے گئے۔

قاضی صاحب تو بیان کر کے چلے گئے، لیکن قادیانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو دلائل اور اخلاقی اعتبار سے اتنا اونچا کر گئے کہ منظر بدلنے لگا۔ آدھا گاؤں اس قادیانی سردار پیر بخش کی برادری کا قادیانی یا ان سے مرعوب، لیکن اب مسلمان ایسے صف آراء ہوئے کہ قادیانیت سرنگون ہونے لگی۔

قاضی ضیاء الدین کے زمانہ میں مولانا قاضی مظہر حسین، مولانا عبداللطیف جہلمی، مولانا دوست محمد قریشی، مولانا غلام اللہ خان تشریف لاتے رہے۔ حضرت قاضی مظہر حسین، قاضی ضیاء الدین کو خط لکھ دیتے وہ پروگرام ترتیب دے لیتے۔ اس کے مطابق مولانا عبداللطیف جہلمی، مولانا قاضی مظہر حسین، قاضی ضیاء الدین آج اس گاؤں، کل اس سے اگلے گاؤں، ہفتہ دس دن میں پورے علاقہ کا ایسا تبلیغی سفر ہوتا کہ کوئی گاؤں جلسہ کے بغیر نہ رہتا۔ دوست ملتے گئے کارواں بنتا گیا۔

پھر قاضی نور الحق کا دور آیا تو مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا محمد ضیاء القاسمی، سید عبدالمجید ندیم شاہ اور اکابر خدام اہل سنت کے دورے ہوتے۔ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ادھر قادیانی سردار پیر بخش

کے دو پوتے مہدو خان کے بیٹے چناب نگر پڑھنے گئے دونوں قادیانی تھے۔ایک کا نام محمد علی، دوسرے کا نام خالد۔قادیانی پروفیسر نے چناب نگر میں اسلامیات کے پیریڈ میں ایسی بات کہہ دی جس سے پیغمبر اسلام ﷺ پر ملعون قادیان کی برتری کا پہلو نکلتا تھا۔محمد علی نے تو یہ سن کر قادیانیت کا جواء چناب نگر میں اتار پھینکا اور مسلمان ہوکر گاؤں آ گیا۔ بعد میں دوسرا بیٹا خالد ان کی اولاد در اولاد یکے بعد دیگرے مسلمان ہوئے۔ گاؤں کے اکثر مسلمان ہوگئے۔کچھ مرکھپ گئے۔کچھ ملازمتوں کے باعث گاؤں چھوڑ گئے۔

ایک وقت تھا کہ منڈوال آدھا قادیانیت کے زیر اثر تھا۔اب صرف دو گھر قادیانی رہ گئے وہ بھی نام کے، ادھر مسلمانوں کی مسجد ۱۱؍مرلہ سے ایک کنال ہوگئی۔ خطبہ جمعہ، عیدین، جلسے، بیانات، مدرسہ بنین وبنات، لٹریچر وتبلیغ آج بھی اصلها ثابت وفرعها في السماء۔قادیانیت نزع کے عالم میں پیوندزمین ہے اور اسلام سروقد کھڑا مسکرا رہا ہے۔

زیدہ ضلع صوابی کی رپورٹ

اوپر عرض کیا ہے کہ کشمیر اور راولپنڈی کے بعد سوات آنا تھا، شموزئی میں ایک بڑی کانفرنس ہوئی اس کی رپورٹ علیحدہ ملاحظہ فرمائیں۔حضرت قاری اکرام الحق صاحب کی والدہ محترمہ مرحومہ کی تعزیت کے لئے جانا ہوا۔دوستوں نے بتایا کہ زیدہ میں کسی دور میں قادیانیت کا جن بوتل سے باہر تھا۔علماء دین دھیرے دھیرے حق وصداقت کا علم لے کر چلتے رہے۔اب کیفیت یہ ہے کہ ٹوپی، مردان، صوابی، سرائے نورنگ، اسماعیلیہ، شب قدر، ڈھیری جہاں جہاں قادیانی ننگی کا ناچ ناچتے تھے۔اب ہر جگہ زخمی سانپ کی طرح ریت میں منہ دبائے تیزی سے نظروں سے اوجھل ہوکر رہ گئے یا زیدہ میں قادیانی ٹاں ٹاں کرتے تھے، اب فش فش کے قابل بھی نہیں رہے۔صرف دو قادیانیوں کی کوٹھیاں ہیں وہ ملعون قادیان کی قبر کی طرح کیڑوں مکوڑوں کی آماج گاہ ہیں۔

زیدہ کا ہی ایک پیر گھرانہ، حضرت مولانا مفتی رضاء الحق افریقہ میں اسلام کا جھنڈا بلند کئے ہوئے اور دوسرے بھائی حضرت مولانا مفتی اعزاز الحق شاہ منصور میں عظیم خانقاہ، عظیم جامعہ ودارالافتاء کے مہتمم، عالمی مجلس صوابی کے امیر محترم علاقہ کی نامور دینی شخصیت ہیں۔ زیدہ سے قادیانیت دم دبا کر بھاگ گئی۔ اسلام نے زیدہ، صوابی، افریقہ تک اپنے ماننے والوں کو سربلند کردیا۔سچ ہے حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔

ایک ملعون قادیانی قاضی یوسف نے سرحد میں قادیانی فتنہ کی تاریخ پر کتاب لکھی۔ ایک قادیانی اجمل شاہد نے احمدیت کا نفوذ کے نام سے دو جلدوں میں کتاب لکھی۔دونوں کتابوں میں پچاس سالوں سے زائد کا فرق، پچاس سال مؤخر الذکر کتاب میں مصنف جگہ جگہ قادیانیت کے ختم ہونے کا اعتراف کرتا ہے۔

ہے کوئی اللہ کا بندہ جو خیبر پختون خواہ میں عقیدہ ختم نبوت کی تحفظ کی فاتحانہ یلغار کو قلمبند کردے۔
رب محمد کی قسم! مجھے پورے خیبر پختون خواہ میں قادیانیت سرنگوں نظر آرہی ہے اور اسلام بلند قامت ایسا کہ آسمان کو چھو رہا ہے۔ یہ کتاب آنی چاہئے ضروری بہت ضروری۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

اس مضمون نے اتنی طوالت اختیار کرلی کہ حالات حاضرہ پر کچھ نہ لکھ پایا، ویسے حالات بھی تیزی سے بدل رہے ہیں۔ صبح شام تبدیلی حالات کے باعث اچھا ہوا کہ غیر یقینی کی کیفیت سے قارئین کو نہ گزرنا پڑا۔ اگلے پرچہ کا انتظار فرمایئے۔ ورنہ:

وسعت دل بہت وسعت صحراء کم ہے　　اس لئے مجھے تڑپنے کی تمنا کم ہے

نیا جذبہ

۵،۶؍شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ کو مبلغین حضرات و مرکزی عاملہ کے اراکین کے حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہم کی زیر صدارت اجلاس منعقد ہوئے۔ ملک میں ایک سو تحصیل ہیڈ کوارٹر مقامات پر ایک سو ختم نبوت کانفرنسیں اور لاہور، پشاور، کوئٹہ، نواب شاہ، حیدرآباد، راولپنڈی میں بڑی ختم نبوت کانفرنسیں۔ دس ہزار ختم نبوت کی آیت مبارکہ کے چارٹ، پانچ لاکھ سٹیکرز، لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر، بعض جگہ دفاتر کی تعمیر سے متعلق مشاورت ہوئی۔ تفصیلات وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہیں گی۔ نئے جذبہ سے رفقاء آگے بڑھنے کے لئے کمر بستہ ہوجائیں۔ حق تعالیٰ اپنی مدد اور اخلاص سے مالا مال فرمائیں۔ آمین!

صوابی میں ختم نبوت چوک کا افتتاح

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ یعقوبی صوابی کے زیر اہتمام ۸ جنوری ۲۰۲۳ء کو کارکنان ختم نبوت کی کوششوں سے یعقوبی چوک میں ختم نبوت چوک کا بورڈ لگایا گیا۔ اس سلسلہ میں بعد نماز ظہر تقریب منعقد کئی گئی، جس میں ختم نبوت چوک سے معنون بورڈ سے پردہ ہٹا کر افتتاح کیا گیا۔ تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے ناظم اعلیٰ مفتی عابد وہاب حقانی، ضلعی مبلغ مولانا مفتی صابر شاہ حقانی، تحصیل زڑہ کے راہ نما مولانا خیر الامین، نائب امیر مولانا مشتاق احمد کے علاوہ گاؤں یعقوبی کے کارکنان ختم نبوت، جملہ علماء کرام، سماجی و سیاسی شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تقریب کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد مولانا صابر شاہ اور مفتی عابد وہاب نے مختصر خطاب کیا۔ ازاں بعد نعرہائے ختم نبوت زندہ باد کی گونج میں مفتی عابد وہاب اور مولانا خیر الامین نے ختم نبوت چوک کے بورڈ سے پردہ ہٹایا۔ (محمد طیب طوفانی)

شمائل نبوی ﷺ ...... مشروبات کی سنتیں

مولانا سعد حسن خان ٹونکی: تلخیص: مولانا شاہد ندیم

۵۵...... حضور ﷺ پانی بغیر آواز کے نوش فرماتے، غٹ غٹ (گھونٹوں کی آواز) سے کبھی نہیں پیتے تھے۔

۵۶...... آپ ﷺ کو میٹھے پانی کا بہت شوق تھا، دور دور یعنی دو روز تک کی مسافت سے منگا کر بھی نوش فرماتے۔

۵۷...... ازواج مطہراتؓ میں چوں کہ حضور اقدس ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خصوصی انس تھا اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس برتن اور جس رخ سے پانی پیتیں، آں حضرت ﷺ بھی اپنے لب مبارک اسی جگہ لگا کر پانی نوش جان فرماتے۔

۵۸...... پینے کی چیزوں میں دودھ طبیعت مبارک کو سب سے زیادہ مرغوب تھا۔

۵۹...... دودھ کبھی تنہا استعمال فرماتے اور کبھی ٹھنڈا پانی ملا کر نوش جان فرماتے۔

۶۰...... آپ ﷺ جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ پہلے عمر میں بڑے لوگوں سے شروع کیا جائے۔

۶۱...... کبھی آپ ﷺ مشک یا ڈول سے منہ لگا کر پانی پی لیا کرتے۔

۶۲...... جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آ رہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو حضور اکرم ﷺ اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا۔

۶۳...... جب آں حضرت ﷺ اپنے احباب کو کوئی مشروب پلاتے تو آپ ﷺ خود سب سے آخر میں نوش جان فرماتے اور فرماتے کہ ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

۶۴...... حضور اقدس ﷺ عام استعمال گاہوں، مثلاً نہروں، ندیوں یا تالابوں سے پانی منگا کر نوش فرماتے، تاکہ عام مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت حاصل فرمائیں۔

۶۵...... آں حضرت ﷺ نے کانچ، مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتنوں میں پانی نوش فرمایا ہے۔

۶۶...... آپ ﷺ اکثر جو کا ستو استعمال فرماتے۔

۶۷...... بادام کا ستو ایک مرتبہ خدمت عالی میں پیش ہوا، تو آپ ﷺ نے اس کو پینے سے انکار فرمایا اور فرمایا کہ یہ امراء کی غذا ہے۔

۶۸...... شہد ملا ہوا دودھ بھی حضور اکرم ﷺ نوش نہیں فرماتے تھے اور فرماتے کہ دو سالن ایک برتن میں، یعنی یہ اصراف کیسا؟

۶۹...... آپ ﷺ پانی بیٹھ کر تین سانس میں اس طرح نوش فرماتے کہ ہر دفعہ برتن سے منہ مبارک لگاتے وقت بسم اللہ کہتے اور جب برتن کو منہ سے ہٹاتے تو الحمدللہ فرماتے۔ آخری مرتبہ الحمدللہ کے ساتھ والشکرللہ بھی بڑھا دیتے۔

لباس کی سنتیں

۷۰...... تمام لباس میں آں حضرت ﷺ کرتہ زیادہ پسند فرماتے۔

۷۱...... حضور اقدس ﷺ کرتے کی آستین نہ اتنی تنگ رکھتے اور نہ اتنی کشادہ بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے۔

۷۲...... آں حضرت ﷺ کے سفر کا کرتہ وطن کے کرتے سے دامن اور آستین میں کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا۔

۷۳...... آں حضرت ﷺ کے قمیص کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا۔

۷۴...... کبھی آپ ﷺ اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے اور سینہ مبارک صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

۷۵...... جب آپ ﷺ قمیص زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر الٹا ہاتھ الٹی آستین میں۔

۷۶...... آپ ﷺ نے پائجامہ کبھی نہیں پہنا بلکہ ہمیشہ تہبند باندھا ہے۔ البتہ پائجامہ پہننے کے لئے خریدا ہے اور اپنے احباب کو پہنتے دیکھا ہے۔

۷۷...... آپ ﷺ تہبند ہمیشہ ناف سے نیچے باندھتے اور نصف پنڈلی سے اونچا رکھتے۔

۷۸...... آں حضرت ﷺ کے تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا ہوتا تھا۔

۷۹...... آپ ﷺ کے اوڑھنے کی چادر چار گز لمبائی میں اور دو گز ایک بالشت چوڑائی میں ہوتی تھی۔

۸۰...... کبھی آپ ﷺ چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کندھے پر ڈال لیتے تھے۔

۸۱...... آں حضرت ﷺ نے اپنے پہننے کی اشیاء مثلاً کرتہ، تہبند، چادر یا جوتا وغیرہ، میں سے کسی کا فاضل جوڑ ابنا کر نہیں رکھا۔

۸۲...... آں حضرت ﷺ جب نیا لباس پہننے تو جمعہ کے دن پہنتے۔

۸۳...... سفید لباس تو حضور انور ﷺ کو محبوب تھا ہی، مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت مبارک کو زیادہ پسند تھا۔

۸۴...... جب آں حضرت ﷺ نیا لباس زیب تن فرماتے تو کپڑے کا نام لے کر خدا تعالیٰ کا شکران الفاظ میں ادا فرماتے: ’’اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسئلک خیرہٗ وخیر ما صنع لہ واعوذبک من شرہ وشرّ ما صنع لہ‘‘

آں حضرت ﷺ کا عمامہ مبارک

۸۵...... آں حضرت ﷺ سر پر عمامہ باندھتے تھے۔

۸۶...... اگر عمامہ نہ ہوتا تو سر اور پیشانی مبارک پر ایک پٹی باندھ لیا کرتے۔

۸۷...... آں حضرت ﷺ کا عمامہ تقریباً سات گز کا ہوتا تھا۔

۸۸...... آپ ﷺ عمامہ باندھتے تو شملہ ضرور چھوڑتے اور کبھی عمامہ کا ایک پیچ ٹھوڑی کے نیچے گردن پر سے لے لیتے۔

۸۹...... آپ ﷺ عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے۔

۹۰...... آپ ﷺ کے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان پیچھے کی جانب چھوٹا ہوا ہوتا۔

۹۱...... عمامہ باندھنے کے ختم پر اس کا آخری پلو بجائے آگے کے پیچھے کے رخ میں اڑس لیتے۔

۹۲...... تپش آفتاب کی وجہ سے کبھی عمامہ کا شملہ سر مبارک پر ڈال لیا کرتے۔

۹۳...... عمامہ کے نیچے آپ ﷺ ٹوپی ضرور اوڑھا کرتے تھے۔

آں حضرت ﷺ کی ٹوپی

۹۴...... آں حضرت ﷺ سفید ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔

۹۵...... وطن میں آپ ﷺ سر سے چپٹی ہوئی ٹوپی استعمال فرماتے۔

۹۶...... آپ ﷺ کے سفر کی ٹوپی اٹھی ہوئی باڑ دار ہوتی تھی، جس کو کبھی نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے رکھ لیا کرتے۔ (گویا اس سے سترہ کا کام لیتے)

۹۷...... آپ ﷺ نے سوزنی نما (کشیدہ کاری والی) سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی استعمال کی ہے۔

آں حضرت ﷺ کی انگوٹھی

۹۸...... آں حضرت ﷺ چاندی کی انگوٹھی پہنتے۔

۹۹...... آپ ﷺ نے انگوٹھی سیدھے اور الٹے دونوں ہاتھوں کی چھنگلیا (چھوٹی انگلی) میں پہنی ہے۔

۱۰۰...... انگوٹھی کا نگینہ آپ ﷺ نے کبھی چاندی کا رکھا اور کبھی حبشی پتھر کا۔

۱۰۱...... آں حضرت ﷺ انگوٹھی کا نگینہ بجائے اوپر کی جانب کے ہاتھ کے اندر کر لیتے۔

۱۰۲...... آپ ﷺ کی انگوٹھی پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ محمد ایک سطر میں، رسول دوسری سطر میں اور اللہ تیسری سطر میں۔ محمد رسول اللہ!

آں حضرت ﷺ کے نعلین مبارک

۱۰۳...... آں حضرت ﷺ چپٹیل نما کھڑاؤں جوتا پہنا کرتے تھے۔

۱۰۴...... جوتا پہنتے تو پہلے سیدھا پاؤں سیدھے جوتے میں ڈالتے۔ پھر الٹا پاؤں الٹے جوتے میں اور جوتا اتارتے وقت پہلے الٹا پاؤں جوتے میں سے نکالتے اور پھر سیدھا۔

۱۰۵...... جوتا کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر۔

۱۰۶...... آپ ﷺ اپنا جوتا اٹھاتے تو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اٹھاتے۔

۱۰۷...... آپ ﷺ اپنے جوتے میں دو تسمے رکھتے، ایک تسمہ انگوٹھے اور اس کے برابر والی انگلی میں رہتا اور دوسرا چھنگلیا اور اس کے برابر والی انگلی میں۔

۱۰۸...... آپ ﷺ کا جوتا ایک بالشت دو انگل لمبا تھا، تلوے کے پاس سے سات انگل چوڑا اور دونوں تسموں کے درمیان پنجے پر سے دو انگل فاصلہ ہوتا تھا۔

جاری ہے!!

امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابتلاء وامتحان میں

مسئلہ خلق قرآن کی مخالفت اور عقیدہ صحیحہ کی حمایت اور حکومت وقت کے مقابلہ کی ذمہ داری تنہا امام احمد بن حنبلؒ کے اوپر تھی، جو گروہ محدثین کے امام اور سنت وشریعت کے اس وقت امین تھے۔

امام احمد کو رقہ سے بغداد لایا گیا، چار چار بیڑیاں ان کے پاؤں میں پڑی تھیں۔ تین دن تک ان سے اس مسئلہ پر مناظرہ کیا گیا، لیکن وہ اپنے اس عقیدہ سے نہیں ہٹے، چوتھے دن والئی بغداد کے پاس ان کو لایا گیا، اس نے کہا کہ: احمد! تم کو اپنی زندگی ایسی دوبھر ہے، خلیفہ تم کو اپنی تلوار سے قتل نہیں کرے گا، لیکن اس نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم نے اس کی بات قبول نہ کی تو مار پر مار پڑے گی اور تم کو ایسی جگہ ڈال دیا جائے گا۔ جہاں کبھی سورج نہیں آئے گا، اس کے بعد امام کو معتصم کے سامنے پیش کیا گیا اور ان کو اس انکار واصرار پر اٹھائیس (۲۸) کوڑے لگائے گئے، ایک تازہ جلاد صرف دو کوڑے لگاتا تھا، پھر دوسرا جلاد بلایا جاتا تھا، امام احمد ہر کوڑے پر فرماتے تھے: ''اعطونی شیئا من کتاب اللہ او سنة رسوله حتی اقول به'' میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول کی سنت سے کچھ پیش کرو تو میں اس کو مان لوں۔

حج ایک عالمی اجتماع

حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ

مساوات اور ایک رخی کو برنگ عبادت عملی صورت دینے کے لئے حق تعالیٰ نے حج کی عبادت مقرر فرمائی کہ اس قبلہ پر مشرق ومغرب کی قومیں یکساں انداز سے جمع ہوں، تاکہ ان میں سے اونچ نیچ کے جراثیم ختم ہوں، بلکہ اس مساویانہ اجتماع سے پیدا شدہ عملی مساوات کے نمونہ کو سامنے رکھ کر اپنی پوری زندگی اسی مساوات اور باہمی برابری کے ساتھ گزاردیں۔

عالمی ہدایت کا قبلہ: پھر قرآن کریم نے بھی یہی بتلایا ہے کہ قبلہ کی وضع دنیا کے سارے انسانوں کے لئے ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

’’ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعالمین‘‘(آل عمران:۹۶)

سب سے پہلا خدا کا گھر (کعبہ معظم) جو لوگوں کے لئے وضع کیا گیا وہ مکہ میں ہے۔

امام ناس علیہ السلام اور مرکز ناس: اسی لئے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جنہیں قرآن نے امام الناس فرمایا ہے کہ ’’انی جاعلک للناس اماما‘‘(البقرہ:۱۲۴)اور فرمایا’’واذن فی الناس بالحج‘‘(الحج:۲۷)لوگوں کے لئے حج بیت اللہ کا اعلان عام کردیں۔ تو یہاں بھی دونوں جگہ بلاتخصیص عرب وعجم ’’الناس‘‘ کا لفظ لایا گیا۔ یعنی موذون تو امام بنائے گئے جنہیں بلاتخصیص تقریباً دنیا کی تمام بڑی قومیں تسلیم کرتی ہیں اور اس اعلان کا مخاطب بھی ’’الناس‘‘ ہی کو بنایا گیا۔ جس میں کسی قوم یا ملک کی تخصیص نہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ: سارے انسانو! حج کے لئے چلو۔

عالمی مساوات: خلاصہ یہ کہ حج بروئے قرآن اس دنیا میں ایک عالمی اجتماع ہے، جس میں ساری قومیں یکسانی کے ساتھ حصہ لیتی ہیں، اس لئے ان میں قدرتی طور پر اخوت اسلامی، عالمی مساوات، عالمی بھائی چارہ اور عالمی خدمت کا جذبہ ابھرنا چاہئے۔ پھر ساتھ ہی حج کی صورتوں میں بھی مساوات رکھی گئی ہے۔ پھر اسی پر قناعت نہیں کی گئی کہ اقوام ہی سب یکساں رہیں بلکہ آنے والے افراد میں بھی باہمی یکسانی رونما ہو۔ لباس بھی سب کا ایک ہو، وضع بھی ایک اور افعال بھی سب کے ایک اور یکساں ہوں۔

بندگی میں یکسانی: عرفات کے میدان میں بھی اسی ایک وضع میں خاک بہ سر ہو کر اپنے رب کے سامنے گڑگڑائیں، فریاد کریں، مزدلفہ اور منیٰ میں بھی ایک ہی انداز سے گریہ وزاری میں محو اور مست ہوں، صفا

ومروہ کے پہاڑیوں کے درمیان بھی اسی ایک انداز گرویدگی اور محویت سے عاشقانہ اور والہانہ دوڑ لگائیں۔

لاکھوں لاکھ انسانوں کی ایک ہی فقیرانہ وردی، ایک ہی سب کی نقل وحرکت، ایک ہی عمل، ایک ہی مرکز اور ایک رخ ہوگا، کیسے ممکن ہے کہ اس مساویانہ انداز میں ہو کر ان میں اونچ نیچ کا کوئی تصور بھی باقی رہے گا؟ دنیا کی کوئی قوم اس عملی مساوات کا نمونہ دکھلائے تو سہی کہ ایسی بین الاقوامی مساوات کس میں ہے؟ اور ظاہر وباطن کی برابری اور ہمواری کا ایسا سچا مظاہرہ کس نے کر کے دکھلایا ہے یا دکھلاسکتی ہے؟

<u>قلوب وقوالب کی یکسانی</u>: پھر اسی کے ساتھ سب کی پارسائی اور زہد وقناعت کا یہ عالم کہ گھر بار چھوڑے، زر ومال بقدر ضرورت ہی لئے ہوئے، نہ رسمی عزت وجاہ کا تصور، نہ کسی پر کسی کو بڑائی کا زعم، نہ کسی میں اونچ نیچ کا وہم، نہ کسی کی زبان پر کوئی فحش وبے حیائی کا کلمہ، نہ آپس میں جھگڑا اور انزاع، نہ جدال وقتال بلکہ قلبی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ گرویدگی، خدمت باہمی کا جذبہ، رسمی کروفر اور ٹھاٹھ باٹھ سے کوسوں دور، سادگی اور بے تکلفی سے مخمور، اسی ایک کی محبت میں چور، اسی ایک کو پکارنا، اسی ایک سے مانگنا اور اسی ایک کے آگے جھکنا، جو سب کا ایک مرکز حقیقی، اصل وجود اور خالق ومالک ہے اور اسی ایک کے آگے جھکنا اور اسی کے اس بین الاقوامی گھر کے اردگرد گھومنا جو سب کا مرکز ظہور، سب کی مادی اصل اور سب کے لئے مرکز کشش ہے۔

<u>مساوات وعبادت کی یکسانی</u>: اسی توجہ الی اللہ اور ایک رخی کا قدرتی اثر ہے کہ لاکھوں لاکھ کے مجمع جس میں مرد وعورت مساوات کے ساتھ ایک جگہ اور ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ نہ کہیں فحش کا نشان ہوتا ہے، نہ بے حیائی کا وہم وگمان، نہ معصیت کاری کا کوئی داعیہ، نہ کسی کی حق تلفی کا کوئی جذبہ۔ دلوں میں بھی امن وسکون اور باہر بھی امن وسکون، نہ مار دھاڑ ہے، نہ طبقہ دارانہ فسادات، نہ نزاع وجدال ہے، نہ قتل وقتال، نگاہوں میں پاکی اور دلوں میں حق شناسی اور ساتھ ہی عبادت اور اللہ سے وابستگی:

یوں باہم کس نے کئے ساغر وسنداں دونوں

<u>عالمی اخوت</u>: پھر حج میں عالمی اخوت ومساوات محض لفظی یا اخلاقی حد تک محدود نہیں رکھی گئی، بلکہ اس کے ساتھ تعاون باہمی، ضرورت مندوں کے لئے مالی اعانت وہمدردی کا سلسلہ بھی قائم فرمایا گیا ہے۔

ان تمام احوال کے پیش نظر حدیث نبوی نے یہ کہہ کر ان کی مالی اعانتوں کی ترغیب دی کہ:

’’حرم محترم میں جو بھی غریبوں پر خرچ کیا جائے گا، اس کا اجر ایک لاکھ گنا ہوگا۔‘‘

<u>حج میں روحانی ترقی کے درجات</u>: غیر حرم میں جو تزکیہ نفس یا رذیلہ بخل سے پاکی اور غنائے نفس کا ملکہ ایک لاکھ روپیہ صدقہ دے کر پیدا ہوتا ہے وہ حرم محترم میں ایک روپیہ دے کر ہو جائے گا اور روحانی ترقی کے درجات ایک سے ایک لاکھ تک پہنچ جائیں گے۔

سوکون ہوگا کہ اس ترغیب کے بعد اس بہتی ہوئی سبیل میں ہاتھ تر نہ کرے؟

عالمی حسن سلوک: پھر قرآن کریم نے حج کی قربانیوں تک میں جو مناسک حج میں سے ہیں، غرباء اور ضرورت مندوں کی رعایت فرمائی اور اس حسن سلوک کا سلسلہ بھی عالمی بنادیا، ارشاد حق ہے:

’’فکلوا منها واطعموا البائس الفقیر‘‘(الحج:۲۸)سوان قربانیوں کے جانوروں میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ۔

غرض حج میں جیسے عالمی اخوت ومساوات رکھی گئی ہے ویسے ہی مالی تعاون کو بھی بین الاقوامی بنادیا ہے، کیوں کہ مصیبت زدہ فقیر میں کسی ملک یا وطن کی تخصیص نہیں فرمائی گئی کہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے، بلکہ دنیا کے کسی خطہ کے ہوں سب اسی میں داخل ہیں۔

حج میں عالمی تجارت: سوال یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص صدقہ وخیرات کا جذبہ بھی رکھتا ہے اور غریبوں کی امداد بھی کرنا چاہتا ہے، لیکن نقد رقم اس کے پاس اتنی نہ ہو کہ وہ یہ جذبہ پورا کرسکے تو قرآن حکیم نے اس صورت حال کو سامنے رکھ کر اس کی بھی اجازت دی کہ اگر کوئی مال تجارت ساتھ لے جاکر فروخت کرسکے جس سے اپنی اور اپنے دوسرے بھائیوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہوں تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ اس عبادت میں اس سے کوئی فرق پڑے گا۔

عالم گیر امداد باہمی: پس قرآن حکیم نے جیسے مناسک حج کے سلسلہ میں عالمی اخوت ومساوات کے رشتے قائم فرمائے، ویسے ہی عالمی تجارت اور بین الاقوامی انداز سے صنعت وحرفت کے منافع کا راستہ بھی ہموار فرمادیا، تاکہ اخوت ومساوات حسن سلوک کی مضبوط بنیادوں پر قائم رہے اور عالمگیر طریق پر امداد باہمی بقائے باہم کے سلسلے جاری رہیں، تاکہ مسلمانوں کے روابط صرف اپنے ہی ملک کے مسلمانوں تک محدود نہ ہوجائیں بلکہ دنیا کے آخری کناروں تک پہنچیں اور بین الاقوامی بنیں۔

بہرحال حج ایک بین الاقوامی عبادت، بین الاقوامی مساوات، بین الاقوامی اخوت اور بین الاقوامی تعاون کا ایک بے مثال اور عظیم المرتبت نمونہ ہے، جس میں مرکز بھی ایک، محبت بھی ایک اور سب کی نیت انسانیت بھی ایک ہوکر سامنے آتی ہے اور اونچ نیچ، چھوت چھات، نفرت وحقارت باہمی کا بیج تک مارا جاتا ہے۔

پس جو قومیں آج مساوات اور بھائی چارگی کی لفظی رٹ لگا رہی ہیں وہ قرآن حکیم کے دیئے ہوئے اس نمونہ مساوات کو سامنے رکھ کر عبرت پکڑیں۔ ورنہ وہ بھائی چارہ کے نمائشی دعوے زبان پر نہ لائیں۔ وہ صرف مساوات، اخوت اور بھائی چارہ کے الفاظ رٹے ہوئے ہیں۔

جنازہ کے احکام

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جنازہ اٹھاتے ہوئے بسم اللہ پڑھیں۔ چار آدمی چاروں پائے پکڑ کر چلیں۔ دس دس قدم پر کندھا بدلیں اور ایسا چاروں پایوں پر کریں۔ جس طرف میت کو لے جانا ہو تو میت کا سر اسی طرف کر لیں۔ جنازہ کو تیز قدموں کے ساتھ لے کر چلیں۔ جنازہ کو پیدل لے کر چلنا افضل ہے۔ سواری پر بھی لے کر جانا جائز ہے۔ جنازہ کے آگے چلنا خلاف سنت ہے۔ جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا حضور ﷺ کی سنت نہیں۔

جنازہ کے فرائض: (۱) قیام کرنا۔ (۲) چار تکبیریں۔

جنازہ کی سنتیں: (۱) پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھنا سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک وجل ثناء ک ولاالٰہ غیرک۔ (۲) دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا۔ درود ابراہیمی افضل ہے۔ (۳) تیسری تکبیر کے بعد حاضر میت کے لئے دعا: ’’اللّٰھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثٰنا اللّٰھم من احییتہ منّا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان.‘‘ (۴) چوتھی تکبیر کے بعد سلام۔

جنازہ کو بلند آواز سے پڑھنا خلاف سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی تکبیر کے ساتھ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

نابالغ بچے کی میت کی دعا: ’’اللّٰھم اجعلہ لنا فرطاً واجعلہ لنا اجراً وذخراً واجعلہ لنا شافعاً ومشفعاً‘‘ ...... نابالغ بچی کی میت کی دعا: ’’اللّٰھم اجعلھالنا فرطاً واجعلھالنا اجراً وذخراً واجعلھالنا شافعۃ ومشفعہ‘‘

چوتھی تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہیں اور سلام پھیر دیں، سلام پھیرنے سے پہلے یا بعد میں دونوں ہاتھ چھوڑ دیں۔ دونوں طرح جائز ہے، اب جنازہ مکمل ہو گیا۔

اگر کوئی جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں ہو چکی تھیں تو وہ اللہ اکبر کہہ کر امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ جب امام سلام پھیر دے تو وہ اپنی چھوٹی ہوئی تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے۔

نماز جنازہ کے بعد: نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ کے بعد کوئی دعا منگوائی اور نہ سکھائی۔ نماز جنازہ ہی دعا ہے۔ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا خلاف سنت ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

تدفین کا طریقہ: نماز جنازہ کے بعد میت کو قبر کی طرف لے جائیں اور چارپائی کو قبر سے قبلہ کی طرف رکھیں اور باہمت آگے بڑھ کر میت کو قبر میں اتاریں، قبر میں چٹائی وغیرہ بچھانا خلاف سنت ہے۔

میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھیں: بسم اللہ وعلٰی ملۃ رسول اللہ! اور میت کو دائیں کروٹ پر کردیں۔ اگر دائیں کروٹ پر کرنا مشکل ہو تو چہرہ کو قبلہ کی طرف کردینا کافی ہے۔ اگر میت عورت ہو تو قبر میں اتارتے وقت پردہ کرلیا جائے۔ عورت کی میت کو قبر میں محرم اتاریں۔

میت کے اردگرد پکی اینٹ کا استعمال خلاف سنت ہے۔ کچی اینٹوں سے کام لینا چاہئے، قبر کو بند کرکے مٹی ڈالی جائے، سرہانے کی طرف سے مٹی ڈالنے کی ابتداء کی جائے۔ ہر آدمی تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر پر ڈالے۔ پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت کہے: منھا خلقناکم، دوسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت کہے: وفیھا نعیدکم، تیسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت کہے: ومنھا نخرجکم تارۃً اخرٰی.

جتنی مٹی قبر کھودتے وقت نکالی تھی ساری ڈال دی جائے اس سے زائد خلاف سنت ہے۔ قبر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو۔ مستحب یہ ہے کہ قبر کو اونٹ کی کوہان کی شکل پر بنایا جائے اور قبر کی بلندی ایک بالشت یا اس سے زیادہ رکھی جائے۔ دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑک دیا جائے تاکہ مٹی بیٹھ جائے۔ مستحب یہ ہے کہ ایک آدمی قبر کے سرہانے کی طرف سورہ بقرہ کی پہلی آیات ھم المفلحون تک تلاوت کرے۔ دوسرا آدمی پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر سورہ بقرہ کی آخری آیات آمن الرسول سے آخر تک تلاوت کرے۔ (مشکوٰۃ)

اس کے بعد قبر میں سوال وجواب ہونے پر میت کی ثابت قدمی کے لئے دعا پڑھی جائے: ''اللّٰھم اغفر لہ، اللّٰھم ثبّتہ'' اے اللہ! اسے بخش دے اور ثابت قدم رکھ۔ قبر پر کچھ دیر ٹھہر کر مزید دعائیں کرنا یا قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کرنا مستحب ہے۔ تدفین کے بعد قبر پر اذان کہنا خلاف سنت ہے۔

ایصال ثواب: میت کے لئے مالی اور بدنی دونوں ایصال ثواب جائز ہیں۔ دوسرے یا تیسرے دن کی تعیین خلاف سنت ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں: ''شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو یا تیسرے دن، باقی یہ تعیین عرفی ہے۔ جب چاہے کریں انہیں دنوں کی گنتی جاننا جہالت ہے۔ قبر کو پختہ بنانا منع ہے، میت کو قبرستان میں دفن کیا جائے، مکان میں نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ)

قبر کا طواف کرنا یا بوسہ دینا منع ہے۔ قبرستان میں جاکر یہ دعا پڑھی جائے: ''السلام علیکم یا اھل القبور انتم لنا سلف وانا بکم للاحقون'' یا ''انتم سلفنا ونحن بالاثر'' اس کے بعد قبر کی جانب منہ کرکے جس قدر ہوسکے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ قبرستان میں باتیں کرنا گناہ ہے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی فوت ہوگیا اسے باقاعدہ غسل دے کر اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے۔ (تلخیص سفر آخرت سنت کے مطابق)

انتخاب لاجواب

حافظ محمد انس

مینار پاکستان: بابر کے عہد سے اورنگ زیب کے دور تک مغل فن تعمیر میں بہت ترقی ہوگئی۔ ’’کلمہ مینار‘‘ کے بجائے دولت آباد میں فتح مینار بنایا گیا۔ چار نہایت خوبصورت مینار لاہور کی جامع مسجد میں بھی بنائے گئے۔ یہ سنگ سرخ کے سہ منزلہ ہشت پہلو مینار جن کے اوپر سفید گنبدی بنی ہوئی ہے، سادگی اور صناعی کے لاجواب نمونے ہیں۔ پختہ بنیاد مگر آلائش دنیا سے بلند۔ یہ توحید، حقانیت اور رفعت کی علامت ہیں۔ اس برصغیر میں عالمگیری مسجد کے میناروں کے بعد جو پہلا اہم مینار مکمل ہوا ہے وہ مینار قرارداد پاکستان ہے۔ یوں تو مسجد اور مینار آمنے سامنے ہیں مگران کے درمیان یہ ذراسی مسافت جس میں سکھوں کا گردوارہ اور فرنگیوں کا پڑاؤ شامل ہیں۔ تین صدیوں پر محیط ہے۔ میں مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھا ان تین گمشدہ صدیوں کا ماتم کررہا تھا۔ مسجد کے مینار نے جھک کر میرے کان میں راز کی بات کہہ دی، جب مسجدیں بے رونق اور مدرسے بے چراغ ہوجائیں، جہاد کی جگہ جمود اور حق کی جگہ حکایت کومل جائے، ملک کے بجائے مفاد اور ملت کے بجائے مصلحت عزیز ہو اور جب مسلمانوں کو موت سے خوف آئے اور زندگی سے محبت ہوجائے تو صدیاں یوں ہی گم ہوجاتی ہیں۔ (آواز دوست از مختار مسعود ص۲۳)

شہید و محسنین اور اہل جمال: بچوں کی کہانیوں میں مجھے جرأت اور قربانی کا نشان ملا اور لڑکوں کی کتابوں سے مجھے حکمت اور خدمت کا پتہ چلا۔ پہلے گروہ کے لوگ شہید کہلاتے ہیں اور اس دوسرے گروہ میں جو لوگ شامل ہیں، انہیں محسنین کہا جاتا ہے۔ اہل شہادت اور اہل احسان میں فرق صرف اتنا ہے کہ شہید دوسروں کے لئے جان دیتا ہے اور محسن دوسروں کے لئے زندہ رہتا ہے۔ ایک کا صدقہ جان ہے اور دوسرے کا تحفہ زندگی۔ ایک سے ممکن وجود میں آتا ہے اور دوسرے سے اس وجود کو توانائی ملتی ہے۔ ان کے علاوہ ایک تیسرا گروہ بھی ہوتا ہے جو اس توانا وجود کو تابندگی بخشتا ہے۔ جو لوگ اس آخری گروہ میں شامل ہوتے ہیں، انہیں اہل جمال کہتے ہیں۔ اہل جمال کی پہچان یہ ہے کہ یہ لوگ مسجد قرطبہ تعمیر بھی کرتے ہیں اور تحریر بھی۔ یہ الحکم کی طرح بادشاہ بھی ہوسکتے ہیں اور اقبال کی طرح درویش بھی۔ انہیں تخلیق حسن پر مامور کیا جاتا ہے۔ نثر ہو کہ شعر، نقش ہو کہ نغمہ، رنگ ہو کہ خشت وسنگ، یہ خون جگر سے اسے یوں تمام کرتے ہیں کہ جو نظران کی تخلیق پر پڑتی ہے وہ روشن ہوجاتی ہے۔ اگران کی تخلیق میں حسن صورت ہے تو خودان کی اپنی ذات

میں بھی ایک حسن ہوتا ہے جسے حسن سیرت کہتے ہیں۔ حسن کی دولت اہل جمال کو اتنی وافر ملتی ہے کہ وہ اسے دوسروں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ یہ تقسیم ان کی زندگی کے بعد بھی جاری رہتی ہے اوراس کی بدولت بدی اور بدنمائی کو پھلنے پھولنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

زندگی کو ایک گروہ نے ممکن بنایا، دوسرے نے توانا اور تیسرے نے تابندہ، جہاں یہ تینوں گروہ موجود ہوں وہاں زندگی موت کی دسترس سے محفوظ ہو جاتی ہے اور جس ملک یا عہد کو یہ گروہ میسر نہ آئیں اسے موت سے پہلے بھی کئی بار مرنا پڑتا ہے۔ جس سرحد کو اہل شہادت میسر نہ آئیں وہ مٹ جاتی ہے۔ جس آبادی میں اہل احسان نہ ہوں اسے خانہ جنگی اور خانہ بربادی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس تمدن کو اہل جمال کی خدمات حاصل نہ ہوں وہ خوشنما اور دیرپا نہیں ہوتا۔

میری تلاش مجھے اہل شہادت، اہل احسان اور اہل جمال تک لے آئی تو مجھے سند کی فکر ہونے لگی۔ سند کی دور دور تلاش کی مگر جب وہ ملی تو شہ رگ سے بھی قریب نکلی۔

قرآن مجید میں آیا ہے: ''**ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات. بل احیاء ولکن لاتشعرون.**'' (آل عمران:۱۵۴)

اور اے مسلمانو! جو شخص خدا کی راہ (حق) میں (جدوجہد کرتا ہوا) مارا گیا، اسے مردہ نہ کہو، بلکہ وہ تو زندہ ہے، لیکن افسوس کہ تم اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

یہ سند اہل شہادت کے بارے میں ہے، ان لوگوں کا ذکر قرآن میں کئی جگہ آیا ہے، ان کے زندہ ہونے، روزی پانے اور اجر عظیم کا حقدار ہونے کے علاوہ یہ بھی آیا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو رحمت اور مغفرت ان کے حصے میں آئے گی وہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن کا ذخیرہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اہل احسان کا ذکر بھی کئی جگہ آیا ہے اوران کے لئے بھی نوید ہے۔ ایک طرف تو یہ وعدہ ہے کہ:

''**سنزید المحسنین** (البقرہ:۵۸) یعنی ان کو اور زیادہ دیں گے اور دوسری طرف بشارت ہے کہ **والله یحب المحسنین** (آل عمران:۱۳۴، ۱۴۸) اور **ان الله یحب المحسنین** (البقرہ:۱۹۵) خدا کی محبت جو اہل احسان کو ملی اس میں اہل جمال بھی شامل ہیں۔ (آواز دوست ص۵۵، ۵۶ مختار مسعود)

__کوبے بیف__: اہل اقتدار کا ذکر ہو تو مجھے بے اختیار ''کوبے بیف'' یاد آ جاتا ہے۔ ''کوبے'' جاپان کا مشہور شہر ہے، جہاں سے بڑا گوشت سوغات کے طور پر دساور (بیرون ملک) بھیجا جاتا ہے۔ یہ گوشت اس بیل کا ہوتا ہے جسے پیدائش سے لے کر ذبح ہونے تک پینے کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا جاتا۔ اس کی پرورش بڑے اہتمام سے ہوتی ہے، دودھ چھڑاتے ہیں تو شراب پر ڈال دیتے ہیں۔ وہ تمام عمر

پانی کے بجائے شراب پیتا رہتا ہے۔اس کی بدمستی قابل دید ہوتی ہے، بہکی بہکی نظر، بوجھل پلکیں، ڈگمگاتے قدم۔ پینے والے اس پر رشک کرتے ہیں اور کھانے والے اسے دیکھ کر منہ میں پانی بھرلاتے ہیں۔ یہ بیل کب تک خیر مناتا ہے، بالآخر ذبح کیا جاتا ہے اور اس کے پارچے (گوشت کے ٹکڑے) خوش خور لوگوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں۔ اہل اقتدار کی صورت حال اور قسمت بسا اوقات اس بیل کی طرح ہوتی ہے۔ اقتدار کی سرمستی، اختیار کا نشہ، قوت کا غرور اور امتیازات کا سروران کے رگ وپے میں سما جاتا ہے۔ عقل اور آنکھوں دونوں پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ ان کے چرچے بھی ہوتے ہیں اور کم نظران پر رشک بھی کرتے ہیں، یہاں تک کہ مقررہ وقت آن لگتا ہے۔ ان کو جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور لوگ ہیں کہ بوٹیاں نوچ لیتے ہیں۔ اس انجام کی مثال مسولینی کے انجام میں ملتی ہے۔ مسولینی نے کام کی ابتدا اچھے بھلے آدمی کی طرح کی تھی۔ اقبال ملے اور متاثر ہوئے۔ آہستہ آہستہ مسولینی کا مزاج بدلتا گیا۔ اس نے اپنا دفتر ایک ساٹھ فٹ لمبے کمرے میں بنالیا۔ ملاقات کرنے والے کو کمرے کے ایک سرے سے چل کر دوسرے سرے تک جانا پڑتا اور اسے اس بات کا خیال بھی ہوتا کہ مسولینی اسے دیکھ رہا ہے۔ فاصلے کی طوالت اور مسولینی کی ہیبت سے بہت سے لوگوں کے قدم اکھڑ جاتے اور وہ مرعوب ہوجاتے۔ یہی اس منظر کا مقصد تھا۔ مگر اس اہتمام میں یہ حقیقت فراموش ہوگئی کہ جس نے مخلوق سے اتنا فاصلہ پیدا کرلیا وہ خالق سے کیوں کر نزدیک ہوسکتا ہے۔ لوگوں نے مسولینی کو نزدیک سے صرف ان دنوں دیکھا جب اس کی لاش بازار میں لٹکی ہوئی اس کے اس دعوے کو جھٹلا رہی تھی کہ وہ عصر حاضر پر اپنی انا کے ایسے نشان چھوڑ جائے گا جیسے شیر اپنے شکار کے جسم پر اپنے تیز ناخنوں کے نشان چھوڑ جاتا ہے۔ (آواز دوست ص ۶۸،۶۹)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سوال اور سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا جواب

ذہنی صلاحیت جانچنے کے طریقوں میں ایک اہم طریقہ سوال وجواب کا ہے۔ حضرت سیدنا علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کی تعلیم وتربیت میں اسے اپنایا ہے۔ آپ نے ایک بار حسنؓ سے پوچھا: بیٹے! یہ بتاؤ کہ ایمان ویقین کے مابین کتنی مسافت ہے؟ سیدنا حسنؓ نے جواب دیا:

چار انگل۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے جواباً فرمایا: ہر وہ چیز جسے تمہارے کان سنیں اور تمہارا دل تصدیق کرے ایمان ہے، ہر وہ چیز جسے تمہاری آنکھیں دیکھیں اور تمہارا دل اس پر مطمئن ہو یقین ہے۔ ان دونوں (آنکھ، کان) کے مابین چار انگل سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔

(ریحانۃ النبی ﷺ از پروفیسر محمد حسین آزاد: ص ۸۴)

مناظرۃ الہند الکبریٰ یعنی ہندوستان کا عظیم مناظرہ

قسط نمبر 17 ...... متکلم اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ ...... ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

پادری فنڈر کا پہلا خط

مباحثہ ومناظرہ کے بعد عیسائی پادریوں بالخصوص ''پادری فنڈر'' کو جن ذلتوں اور رسوائیوں کا سامنا کرنا پڑا وہ ناقابل فراموش واقعہ بن گیا اور جو زخم انہیں لگا اس کا مندمل ہونا اور مٹنا آسان نہیں تھا، اس لئے ''پادری فنڈر'' کا اس ذلت آمیز شکست کے داغ کو مٹانے یا کم از کم ہلکا کرنے کے لئے ''الشیخ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ'' سے ''مراسلت ومکاتبت'' جاری رکھنا اس کی مجبوری بن گئی، ''مباحثہ ومناظرہ یا تقریر'' کے فوراً ہی بعد اس نے شیخ کیرانویؒ کو خط لکھا:

''مناظرہ سے قبل میں نے آپ کو ایک خط لکھ کر ارسال کیا تھا جس میں یہ عاجزانہ استدعا کی تھی کہ آپ نے میری کتاب ''حل الاشکال'' سے جو جملہ نقل کیا تھا اس کے صفحہ نمبر کی نشاندہی فرمادیں، آپ نے اس جملہ کا کچھ اور ہی مفہوم لیا تھا، وہ جملہ تھا: ''کسی نبی سے بتوں کی پرستش کا ظہور نہیں ہوا''۔ آپ نے صفحہ کی نشاندہی نہیں کی تھی، راقم الحروف کا خیال ہے کہ میں نے یہ جملہ نہیں لکھا ہے، آپ کی عنایت ولطف سے مجھے امید ہے کہ اس مرتبہ میرے خط کے جواب میں آپ صفحہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں گے، تاکہ میں جان لوں! کہ میں نے کیا لکھا ہے؟ امید ہے کہ آپ میری تحریر میں غور فرمائیں گے، میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ میری اس عبارت کا مفہوم جو میری کتاب ''حل الاشکال'' کے آخری حصہ کے صفحہ ۶۰ پر لکھی ہوئی ہے، میری مراد اور منشاء کے خلاف سمجھ رہے ہیں۔ اور میں نے مناظرہ کے دوسرے دن ''میزان الحق'' میں ذکر کردہ قرآنی آیات کا حوالہ دیا تھا جن میں انجیل کا ذکر ہے، تو آپ نے کہا کہ: قرآن میں مذکور انجیل سے مراد مسیح کے اقوال ہیں جو انہوں نے حواریوں سے ارشاد فرمائے تو اس پر بندہ کا سوال یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا تو کیا آپ نے مفسرین کی تفاسیر میں اسی طرح لکھا ہوا دیکھا ہے؟ یا یہ آپ کی ذاتی تحقیق ورائے ہے؟ اگر کسی تفسیر میں ہے تو ازراہِ کرم واحسان اس کی عبارت بلفظہٖ تحریر فرما کر بھیجیں، اور اگر کسی اور کتاب میں یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے تو اس کی نقل مجھے ارسال فرمائیں، یہ آپ کا احسان ہوگا۔ اگر یہ کام اس شہر (آگرہ) میں رہتے ہوئے نہیں ہوسکتا اور آپ عازمِ سفر ہیں تو بخیریت ''دہلی'' پہنچنے کے بعد وہاں سے اس کی نقل مجھے ارسال فرمادیں اور بندہ کو یاد فرماتے رہئے گا تاوقتیکہ دوبارہ امورِ لائقہ کے سلسلہ میں ملاقات ہو! نیز

جن کتابوں کے بھیجنے کا آپ نے اپنے مکتوب اول میں وعدہ فرمایا تھا وہ ضرور بندہ کو ارسال فرمادیں!‘‘

شیخ کیرانویؒ کا جواب

شیخ کیرانویؒ کو ’’پادری فنڈر‘‘ کے خط سے اور اس میں در پردہ ذکر کردہ لب ولہجہ سے جو اذیت پہنچی اس کا اظہار کرتے ہوئے جو جواب تحریر فرمایا وہ یہ ہے کہ:

’’آپ کا مکتوب گرامی پہنچا، آپ کے خط سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے پیشِ نظر صرف مجھے ذہنی اور قلبی تکلیف پہنچانا ہے اور کچھ بھی آپ کا مقصد نہیں۔ آپ نے بدنیتی سے جان بوجھ کر مجھے اس عبارت کی طرف متوجہ کیا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو نشانۂ طعن بنایا ہے اور ناشائستہ الفاظ استعمال کیے ہیں، یہ کیسے مان لیا جائے کہ آپ اپنی لکھی ہوئی عبارت بھول گئے ہیں اور غلطی سے اس کی طرف توجہ دلائی ہے، پھر اس صفحہ کی عبارت کا زیر بحث لانے سے کیا تعلق؟ یہ سراسر بے جوڑ بات ہے، یا تو آپ کا مقصد مجھے میری غلطیوں پر طعن کرنا تھا کہ میں نے نقل کرنے میں کوئی غلطی کی ہے اور آپ نے میری غلطی پکڑ لی ہے، اگر پہلی بات ہے تو یہ رویہ آپ کے حسنِ اخلاق سے بہت پست اور گرا ہوا ہے، اگر خدانخواستہ میری غلطی کی نشاندہی کرنی بھی تھی تو یہ طرز اور انداز بالکل نامناسب ہے، اور اگر میں آپ کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے لگ جاؤں تو قصہ ومعاملہ بہت ہی دراز ہو جائے گا، کیوں کہ آپ نے جتنی غلطیاں کی ہیں ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ وہ غلطیاں نہیں بلکہ آپ نے جعل سازی اور دھوکہ وفریب سے کام لیا ہے۔

مثلاً: آپ نے اپنی کتاب ’’حل الاشکال‘‘ کے صفحہ ۱۰۳ پر فاضل ’’آل حسن‘‘ کی کتاب ’’الاستفسار‘‘ پر اعتراض کرتے ہوئے جو کچھ لکھا وہ بالکل غلط ہے، آپ نے بات سمجھی نہیں اور مصنف پر اعتراض جڑ دیا ہے، انہوں کچھ لکھا ہے اور آپ نے کچھ سمجھا ہے۔

(’’من چہ گویم وطنبورۂ من چہ می سراید‘ والی بات ہے۔ مترجم)

اسی طرح آپ نے اپنی کتاب ’’میزان الحق‘‘ کے پہلے باب کی دوسری فصل میں قرآنِ پاک اور قرآنِ پاک کے مفسرین کی طرف بالکل ایک جھوٹی بات کی نسبت کردی ہے جبکہ آپ کو اس کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں کہ اہلِ اسلام و مسلمین تورات وانجیل کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں، آپ صرف سنی سنائی باتوں پر اعتراض کی بنیاد رکھ دیتے ہیں۔ اسی ’’میزان الحق‘‘ کے پہلے باب کی تیسری فصل میں جو ایک فارسی کتاب ’’دبستان‘‘ کے حوالے سے حضرت عثمان غنیؓ کے قرآن پاک کے نسخے جلانے کے متعلق آپ نے نقل کیا ہے وہ بھی بالکل جھوٹ ہے، آپ نے عبارت میں درمیان سے کچھ الفاظ اڑا کر مسلمانوں پر اعتراض کی بساط رکھ دی ہے یہ بہت بڑی علمی خیانت ہے جو اہلِ علم کے لئے بالکل نازیبا ہے اور نہ یہ اہلِ علم کا شیوہ ہے

کہ نقل واقتباس میں جان بوجھ کر غلط بیانی کریں اور فریب سے کام لیں۔ اگر میں اس قسم کی آپ کی غلطیوں پر گرفت کروں اور بیان کروں تو مجھے کوئی روک نہیں سکتا، لیکن میں خطوط میں اس طرح کی باتوں کو چھیڑنا پسند نہیں کرتا کہ میں کہیں آپ کے لئے اذیت کا باعث نہ بنوں۔ رہا صفحہ نمبر جو آپ نے دریافت کیا ہے وہ آپ کو بتائے دیتا ہوں جہاں سے میں نے یہ بات نقل کی ہے وہ یہ کہ آپ کی کتاب ''حل الاشکال'' کے صفحہ ۱۰۵ پر دوسری سطر سے لے کر ساتویں سطر تک ہے۔ اور ''آل حسن صاحب'' کی کتاب ''الاستفسار'' میں یہ بات صفحہ ۴۲۴ پر ہے اور اس کے علاوہ دیگر کئی مقامات پر اس کا ذکر ہے۔

اور میں نے انجیل کے سلسلہ میں جو بات کہی ہے وہ اسلامی کتابوں میں موجود ہے اور بعض آیاتِ قرآنیہ کے مفہوم سے بھی یہ بات نکلتی ہے، اس سلسلہ میں مکمل معلومات آپ کو میری کتاب سے ہوں گی جو جلد ہی طبع ہو کر آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ نیز مجھے آپ سے شکایت ہے کہ آپ لوگوں نے مناظرہ میں اصولِ مناظرہ کے خلاف کام کیا ہے، آپ کے معاون ''پادری فرنچ'' ایک طویل وعریض طومار نکال کر اکتا دینے والی حد تک مسلسل پڑھتے رہے، ہم اپنے دل پر جبر کر کے بادلِ نخواستہ خاموشی سے سنتے رہے، ہم نے کوئی خلل نہیں ڈالا (انہوں نے ہمارا وقت بھی ضائع کیا اور حاضرین وغیرہ سب کا) ان کے پڑھنے کے بعد جب ''ڈاکٹر وزیر خان صاحب'' جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے ان کو روک دیا، حالاں کہ وہ میرے معاون اور شریک کار تھے، جیسے ''پادری فرنچ'' آپ کے معاون وشریک کار تھے، اور جب کبھی بھی ڈاکٹر صاحب نے جواب دینے کا ارادہ کیا ہر بار آپ لوگوں نے سختی کے ساتھ ان کو روک دیا۔ یہاں تک کہ ان کو غصہ آ گیا، اور انتہائی برہمی کے انداز میں کہا: کیا میں شریکِ مناظرہ نہیں ہوں؟ مگر لطائف الحیل سے آپ ان کو روکتے رہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ آپ کے اس سلوک وروکاوٹ سے ہمارا کچھ نقصان تو نہیں ہوا بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہوا کہ حاضرین مجلس نے سمجھ لیا کہ آپ کی روکاٹ کا واحد سبب یہ ہے کہ آپ حضرات جواب دینے سے اپنے آپ کو عاجز پاتے ہیں، نیز آپ حضرات اس لئے بھی روکتے رہے کہ اگر انہوں نے چند اور تحریفات ثابت کر دیں تو ہمیں ان کا اقرار کر کے مزید ذلت اٹھانی پڑے گی! میں نے بڑی کوشش سے ڈاکٹر صاحب کے غصے کو ٹھنڈا کیا، لیکن جب سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ ''ولیم کلین'' مناظرہ کی مکمل روداد انگریزی اور اردو میں شائع کرنا چاہتے ہیں تو مجھے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اگر کہیں وہ ''پادری فرنچ'' کے اس طومار کو بھی اس میں شامل نہ کر لیں، چونکہ اس روداد میں اس طومار کا جواب نہیں ہوگا تو جو لوگ مناظرہ میں حاضر وشریک نہیں تھے وہ اس روداد کو پڑھیں گے تو یہ سمجھیں گے کہ مسلمانوں کے پاس اس طومار کا جواب نہیں تھا۔ اس لئے اس روداد میں وہ شائع نہیں ہوا۔ اس سے عام ناظرین کو غلط فہمی پیدا ہوگی، ڈاکٹر وزیر خان

صاحب کا جواب عنقریب میں آپ کو ارسال کروں گا، براہِ کرم اس روداد میں طومار کے لکھنے کے بعد اس جواب کو بھی شامل کردیں گے، انسانی شرافت اور عقل وانصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ خطوط کے ذریعے ہمیشہ مجھے یاد کرتے رہیں گے اور امور لائقہ میں بھی یاد رکھیں گے!'' رحمت اللہ کیرانوی

یوم الخمیس......۱۴؍رجب ۱۲۷۰ھ، مطابق ۱۳؍اپریل ۱۸۵۴ء

پادری فنڈر کا دوسرا خط

جب ''شیخ کیرانویؒ'' نے ''ڈاکٹر وزیر خان'' کے ساتھ ہونے والی زیادتی کی سخت الفاظ میں شکایت کی تو ''پادری فنڈر'' معصوم سا بن گیا اور کہا کہ: ہم دوبارہ مجلس مناظرہ منعقد کرنے کے لئے تیار ہیں! اور یہ تأثر دینا چاہا کہ ہم تو مناظرہ جاری رکھنا چاہتے ہیں لیکن آپ کی خواہش نہیں تھی، چناں چہ اس حوالے سے ''پادری فنڈر'' نے شیخ کیرانویؒ کو خط لکھا:

''آپ کا مکتوب گرامی ملا، پڑھ کر حالات منکشف ہوئے، آپ نے ''ڈاکٹر محمد وزیر خان'' کی شکایت کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان کو یہ غلط فہمی ہے کہ ہم نے دانستہ طور پر ان کو جواب دینے کا موقع نہیں دیا، اگر آپ لوگ کہیں تو دوبارہ مجلسِ مناظرہ منعقد کرلی جائے تو میں اور ''پادری فرنچ'' اس پر بکمال خوشی راضی ہیں تاکہ ''ڈاکٹر محمد وزیر خان'' کا عذر اور شکایت مرتفع اور دور ہوجائے، مگر وہ صرف اپنی ان دلیلوں کو بیان کریں گے جن سے یہ ثابت ہو کہ ''انجیل'' اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہی۔ اس کی تعلیمات واحکام میں بہت سا فرق پڑ گیا ہے، موجودہ دور میں متداول انجیل وہ انجیل نہیں ہے جو ان کے پیغمبر (یعنی حضرت محمد ﷺ) کے زمانہ میں تھی، اسی مسئلہ کے ثابت کرنے کی ان سے خواہش رکھتا ہوں، جب یہ ثابت ہوجائے گا کہ انجیل اپنی اصلی حالت پر نہیں ہے تو مناظرہ سے آپ کا مقصد پورا ہوجائے گا، ورنہ پھر جو مسئلے باقی ہیں ان پر مباحثہ ہوگا کہ آپ ''الوہیتِ مسیح علیہ السلام'' اور ''تثلیث'' کے مسائل پر اعتراض کریں گے اور ہم ان کا جواب دیں گے، کیوں کہ انہیں دونوں مسئلوں کی وجہ سے مسیحی آپ کے رسول (ﷺ) کی رسالت، اور قرآن کے حق ہونے سے انکار کرتے ہیں، اور اگر آپ کو فرصت نہیں اور ''آگرہ (اکبر آباد)'' میں اس سے زیادہ قیام نہیں کرسکتے تو ''ڈاکٹر محمد وزیر خان'' کو یہ ذمہ داری سونپ دیں اور وہ اس شہر کے علماء میں سے کسی عالم کو اپنا معاون وشریک بنا کر اس مباحثہ کو اختتام تک پہنچا دیں۔ باقی میں نے ''حل الاشکال'' کا وہ صفحہ نکال کر دیکھا جو آپ نے لکھا تھا، اور جو کچھ میں نے اس میں لکھا تھا، پڑھ کر اس سے مطلع ہوا۔ اور مجھے اس مقام کے یاد نہ رہنے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے میرے الفاظ تو نقل نہیں کئے تھے، البتہ میرے مفہوم کو اپنے الفاظ میں آپ نے بیان کردیا، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ صفحہ ۶۰ کا حوالہ

میں نے آپ کی ایذاءِ قلبی کی نیت سے بالکل نہیں دیا تھا بلکہ اپنی کسی بات کی جستجو اور تلاش کے سلسلہ میں جب اس صفحہ پر پہنچا تو میں نے اپنے خیال کے مطابق سمجھا کہ شاید اسی صفحہ کا حوالہ ہے اور کچھ مقصد نہ تھا۔‘‘

پی۔فنڈر......۱۴/اپریل۱۸۵۴ء

’’شیخ کیرانویؒ‘‘ کا جواب

’’شیخ کیرانویؒ‘‘ نے ’’پادری فنڈر‘‘ کے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

’’آپ کا مکتوب گرامی ملا، پڑھ کر حالات معلوم ہوئے، مجھے یہ معلوم کرکے غایت درجہ خوشی ہوئی کہ آپ اور ’’پادری فرنچ‘‘، مجلسِ مباحثہ دوبارہ منعقد کرنے پر تیار ہیں تاکہ ’’ڈاکٹر محمد وزیر خان‘‘ کی شکایت دور ہو جائے، اب میں ’’دہلی‘‘ واپس اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ مباحثہ ومناظرہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ جائے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مباحثہ میں چار شرطوں کی پابندی ملحوظِ خاطر رکھی جائے تو یقیناً اس کا فائدہ فریقین کو ہوگا، میں ان چار شرطوں کو اس امید پر معرضِ تحریر میں لا رہا ہوں کہ آپ ان کو منظور فرمائیں گے، اور اگر کسی بات میں قباحت نظر آئے تو اس کی کوئی معقول دلیل پیش کرکے بتائیں گے اور مجھے اس سے مطلع فرمائیں گے!

۱...... پہلی شرط یہ ہے کہ فریقین کو اس بات کی اجازت حاصل ہو کہ دونوں کے جلسوں ونشستوں میں فریق ثانی نے جو کلام کیا ہے یا جن باتوں کا اعتراف واقرار کیا ہے وہ ایک سادہ کاغذ پر لکھ کر اس فریق سے دستخط کرالئے جائیں، آپ ہمارے اعتراف کو لکھ لیجئے! ہم اس پر دستخط کردیں گے۔اور گزشتہ دونوں کے مباحثہ میں آپ نے ہماری جن باتوں کو تسلیم کیا ہے، اور جتنی باتوں کا آپ نے حاضرین کے سامنے اقرار کیا ہے ہم اس کو سادہ کاغذ پر لکھ کر آپ کے پاس بھیجیں گے اور آپ کو اس پر دستخط کرنے ہوں گے، یہ تو گزشتہ جلسوں کے سلسلہ میں ہوگا، اور آئندہ کے مباحثہ میں بھی یہی طریقۂ کار اختیار کیا جائے گا کہ روزانہ فریقِ مخالف کے کلام کو لکھ کر اس سے دستخط لے لئے جائیں گے تاکہ بعد میں کوئی فریق اس سے انکار نہ کرسکے۔

’’شیخ کیرانویؒ‘‘ نے پہلی شرط لکھنے کے بعد اس کے فوائد بتلائے کہ یوں مناظرہ کا پورا ریکارڈ مستند طور پر تیار ہو جائے گا اور آئندہ فریقین کے لئے سند ہوگا۔ بظاہر اس کی کوئی بہت بڑی افادیت تو نہیں کیوں کہ فریقین نے جتنی باتیں کہی ہیں مجمعِ عام میں کہی ہیں، جملہ حاضرین نے ان کو سن لیا ہے اور دونوں فریقوں کے سامعین میں سے کچھ حضرات نے ان کو نوٹ بھی کرلیا ہے، پھر بھی مباحثہ میں باقاعدگی لانے کے لئے فریقین میں جو اہم اور مفید ترین باتیں ہوں ان کو نوٹ بھی کیا جائے اور لکھ کر فریقِ مخالف کو پیش کیا جائے اور اس سے دستخط بھی لے لئے جائیں اور دونوں فریق دستخط کرنے کے پابند ہوں۔ جاری ہے!!

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا لال حسین اخترؒ تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کے نامور راہ نما تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں قادیانیوں سے دسیوں مناظرے کئے اور قادیانیوں کو ذلت ورسوائی کے گھاٹ اتارا۔ آپ کالج میں زیر تعلیم تھے کہ برطانوی سامراج نے ایک منصوبے کے تحت خلافت عثمانیہ کو ختم کیا تو برصغیر پاک وہند میں خلافت عثمانیہ کی بحالی کے لئے تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ تحریک کے قائدین نے برطانوی سامراج کی مصنوعات، اعزازات، سرکاری عہدوں اور ان کے تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ کردیا تو مولانا نے بھی تعلیم ترک کر کے تحریک میں بھرپور حصہ لیا، گرفتار ہوئے، ایک سال قید بامشقت بھگت کر رہا ہوئے تو ہندوؤں نے شدھی کی تحریک شروع کردی۔ جس سے ہزاروں ناخواندہ مسلمان متاثر ہوئے۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کی اس تحریک کے مقابلہ میں بھرپور جدوجہد شروع کردی۔ مولانا نے بھی ہندوؤں کی تحریک کے خلاف خود کو میدان میں اتارا، لیکن علمی تشنگی کا احساس ہوا۔ پھر قادیانیوں کی لاہوری تنظیم کے ہتھے چڑھے اور قادیانیوں کے ادارہ میں تعلیم کے لئے داخل ہوگئے۔ لاہوری گروپ نے آپ کے مزید دوساتھیوں پر آج سے تقریباً ایک صدی پہلے پچاس ہزار روپے خرچ کئے اور آپ مربی بنادیئے گئے۔ آٹھ سال مرزا قادیانی کا بدبودار لاشہ اٹھائے رکھا۔ اس دوران آپ نے کچھ خواب دیکھے جو آپ کی ہدایت کا سبب بنے۔ چناں چہ لکھتے ہیں:

''۱۹۳۱ء کے وسط میں میں نے یکے بعد دیگرے کئی خواب دیکھے جن میں مرزا قادیانی کی گھناؤنی شکل دکھلائی گئی اور اسے بری حالت میں دیکھا۔ اگرچہ پہلے بھی ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک چٹیل میدان میں ہزاروں لوگ حیران وپریشان کھڑے ہیں، میں بھی ان میں موجود ہوں۔ ان کے چاروں طرف لوہے کے بلند وبالا ستون ہیں اور ان پر زمین سے لے کر قد آدم تک خاردار تار لپٹا ہوا ہے۔ تار کے اس حلقے سے باہر نکلنے کا کوئی دروازہ یا راستہ نہیں۔ ہزاروں اشخاص کو اس میں قید کردیا گیا ہے۔ ان میں چند میری شناسا صورتیں بھی ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ ہمیں اس مصیبت میں گرفتار کیوں کیا گیا ہے؟ انہوں نے مجھے جواباً کہا کہ ہمیں احمدیت کی وجہ سے مخالفین نے یہاں بند کردیا ہے، یہاں سے کچھ فاصلہ پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) پلنگ پر سوئے ہوئے ہیں انہیں ہماری خبر نہیں کہ وہ ہماری رہائی کے لئے کوشش کرسکیں۔ ہم میں سے کسی کے پاس کوئی اوزار نہیں جس سے خاردار تار کو کاٹ کر باہر نکلنے کا راستہ بنایا جاسکے۔

میں نے خاردار تار کے چاروں طرف گھومنا شروع کیا، میں نے دیکھا کہ ایک جگہ سے زمین کی سطح کے قریب کا تار ڈھیلا ہے۔ میں زمین پر بیٹھا اور اس تار کو اپنے دائیں پاؤں سے نیچے دبایا تو وہ تار زمین کے ساتھ جا لگا، سر کے قریبی تار کو ہاتھ سے ذرا اوپر کیا تو دونوں تاروں میں اس قدر فاصلہ ہو گیا کہ میں تار سے باہر نکل آیا۔

مجھے کافی فاصلہ پر پلنگ نظر آیا جس پر مرزا غلام احمد قادیانی چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔ نہایت ادب واحترام سے پلنگ کے قریب پہنچ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ اس نے اپنے چہرے سے چادر سرکائی تو اس کا منہ قریباً دو فٹ لمبا تھا، شکل ناقابل بیان تھی۔ ایک آنکھ بالکل بے نور اور بند تھی، دوسری آنکھ ماش کے دانے کے برابر تھی اس نے کہا میری بہت بری حالت ہے، اس کی آواز کے ساتھ شدید قسم کی بدبو پیدا ہوئی، اس کی شکل اور بدبودار آواز سے میں کانپ گیا، میری نیند جاتی رہی اور میری آنکھ کھل گئی۔

دوسرا خواب: ایک رات خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے قریباً دو سو گز آگے جا رہا ہے۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں۔ تانت (جس سے روئی دھنی جاتی ہے) کا ایک سرا اس کی کمر میں بندھا ہوا ہے اور دوسرا میری گردن میں۔ ہمارا سفر مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ دوران سفر راستہ پر دائیں طرف ایک نہایت وجیہ شخص نظر آئے۔ سفید رنگ درمیانہ قد، روشن آنکھیں، سفید پگڑی، سفید لمبا کرتہ، سفید شلوار، مسکراتے ہوئے مجھے فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جہاں میرے آگے جانے والے مجھے لے جا رہے ہیں۔ کہنے لگے جانتے ہو یہ کون ہے؟ اور تمہیں کہاں لے جا رہا ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟ اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ فرمانے لگے یہ مرزا قادیانی ہے خود تو جہنم جا رہا ہے اور تمہیں بھی وہیں لے جا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو جان بوجھ کر جہنم میں جائے اور دوسروں کو بھی جہنم میں لے جائے۔ انہوں نے کہا مسیلمہ کذاب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے عمداً جہنم کا راستہ اختیار نہ کیا تھا؟ میں اس کی دلیل کا جواب نہ دے سکا تو فرمانے لگے غور سے سامنے دیکھو۔ میں نے سامنے نگاہ کی تو مجھے بہت دور یعنی حد نگاہ پر زمین سے آسمان تک سرخی دکھائی دی، انہوں نے پوچھا جانتے ہو یہ سرخ رنگ کیا ہے؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا! کہنے لگے یہی تو جہنم کے شعلے ہیں، میں حسب سابق چل رہا تھا وہ بھی میرے ساتھ ساتھ قدم اٹھاتے جا رہے تھے۔ وہ غائب ہو گئے۔ میں بدستور اس شخص (مرزا قادیانی) کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ ہم سرخی (شعلوں) کے قریب ہو رہے تھے۔ اب تو مجھے حرارت بھی محسوس ہونے لگی۔ وہ وجیہ شخصیت پھر نمودار ہوئی، انہوں نے تانت پر ضرب لگائی، تانت ٹوٹ گئی اور میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ مولانا نے ان خوابوں کی وجہ سے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا۔

چناں چہ قبول اسلام کے بعد حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم

سے قادیانیت پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ کئی ایک مناظروں میں قادیانی مناظرین کو ناکوں چنے چبوائے اور ہندوستان کے طول وعرض پر قادیانیت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرنا شروع کر دیا۔ جس سے مرزائیت تلملا اٹھی اور حتیٰ کہ قادیانی اخبار روزنامہ ’’الفضل‘‘ کو اعلان کرنا پڑا کہ مولوی لال حسین اختر سے مناظرہ نہ کیا جائے۔‘‘ (احتساب قادیانیت ج اوّل ص۱۳ تا ۳۱)

قیام پاکستان کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کا اعلان ہوا تو مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے اور مجلس کے صدر المبلغین بنا دیئے گئے۔ مجلس کے پہلے امیر، امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں ۱۹۵۳ء کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ بلکہ آپ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے قائدین میں شمار ہوئے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مجلس کے امیر بنائے گئے تو ان کے دور امارت میں تین سال تک جزائر فجی، آئی لینڈ اور یورپ کے کئی ممالک میں دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ لندن میں قیام کے دوران مرزا ناصر احمد ہیڈ آف دی جماعت قادیان کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ مرزا ناصر کوئی جواب نہ دے سکا گویا اسے سانپ سونگھ گیا۔ اپریل ۱۹۷۱ء میں مولانا محمد علی جالندھریؒ کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو آپ ۲۴؍صفر المظفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۲؍اپریل ۱۹۷۱ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر بنا دیئے گئے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ جامعہ رشیدیہ ساہیوال نائب امیر، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ ناظم اعلیٰ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ ناظم، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری خزانچی مقرر ہوئے۔

حضرت مولانا گرم وسرد چشیدہ تجربہ کار راہ نماؤں میں سے تھے۔ آپ سابقہ امراء کے دور میں ان حضرات کے مشیر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ تردید قادیانیت کے فن کے امام اور عظیم مناظر تھے۔ آپ سے سینکڑوں علماء کرام نے فن مناظرہ پر تربیت حاصل کی۔

چنیوٹ کانفرنس کے موقع پر آپ کا پاؤں پھسلا اور زخمی ہوگئے۔ علاج معالجہ جاری رہا تاآنکہ ۱۰؍جون ۱۹۷۳ء کو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ لاہور میں معروف تبلیغی بزرگ مولانا مفتی زین العابدینؒ فیصل آباد کی اقتداء میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہزاروں ساتھیوں کے جنازہ سے محروم رہ جانے کی وجہ سے ساڑھے دس بجے دوسری نماز جنازہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ مغرب کے قریب آپ کے جسد کو ’’تیزرو‘‘ ٹرین کے ذریعہ خان پور کے لئے روانہ کیا گیا۔ صبح سوا پانچ بجے خان پور ٹرین پہنچی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی اقتداء میں تیسری نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو دین پور شریف قبرستان کے مخصوص احاطہ میں بانی دین پور شریف حضرت میاں غلام محمد دین پوریؒ کے قدموں اور امام الہند حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

وفاقی وزیر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور شہید رحمۃ اللہ علیہ

زاہد مقصود احمد قریشی

جمعیت علماء اسلام فاٹا کے امیر اور ایم این اے، وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مفتی عبدالشکور شہیدؒ ۱۵/اپریل ۲۰۲۳ء کو روڈ حادثہ میں جان جان آفرین کے سپرد کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا مفتی عبدالشکورؒ کی ملی و دینی، سیاسی، سماجی وفلاحی اور تدریسی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ کچے گھر سے پارلیمنٹ ہاؤس تک وزارت سے کچی قبر تک کہیں بھی ان کے کردار میں کوئی معمولی سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا، بلکہ صاف شفاف ظاہری وباطنی چمک ودمک ہی نظر آتی ہے۔ ایک دنیا مفتی صاحب کی طہارت، بہادری، سچائی، سادگی اور علمی وعملی مقام کی گواہی دے رہی ہے۔ جو تاریخ کے سنہرے اوراق کا ہمیشہ حصہ رہے گی۔

مفتی عبدالشکور شہیدؒ کی شہادت پر ہر خاص وعام سینے میں دل رکھنے والا انسان رنجیدہ، افسردہ اور اشک بار نظر آرہا ہے۔ مفتی صاحب ایک باعمل عالم دین، نظریاتی وسیاسی کارکن اور درویش صفت نیک انسان تھے۔ حضرت مفتی عبدالشکور شہیدؒ کی شہادت پر لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں، آنکھیں بھرآتی ہیں، کیوں کہ مفتی صاحب ایک ستارہ تھے، جو کہکشاں ہوگئے۔ ان کی شہادت کے واقعہ کی خبر بجلی بن کر گری، حواس جاتے رہے، بے انتہاہ دلی دکھ ہوا کہ ابھی تو انہوں نے بہت سے معرکے سرانجام دینے تھے، لیکن قدرت حق کو شاید یہی منظور تھا۔ وہ اپنی جماعتی کاز سے انتہائی مخلص تھے۔

سوال یہ ہے کہ شہر اقتدار میں اتنا بڑا حادثہ کیسے ہوا؟ اور کون سے عناصر اس حادثہ میں ملوث ہیں؟

وفاقی وزیر عبدالقادر پٹیل نے مردہ دلوں کے ضمیروں کو جھنجوڑتے ہوئے بجا فرمایا کہ: ’’ججز لاکھوں کی تنخواہ لے رہے ہیں، جرنیل گالف کھیل رہے ہیں اور ایک مفتی، جید عالم دین اور وفاقی وزیر روڈ پر مرا پڑا ہے۔ کوئی وزیر اس طرح مرتا ہے کیا؟ پھر بھی سیاستدان برے ہیں؟‘‘

سابق آئی جی سندھ موجودہ رکن سینٹ رانا مقبول احمد خان نے بطور پروفیشنل پولیس مین مفتی عبدالشکور شہیدؒ کی ٹارگٹ کلنگ کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔ کچھ سوالات بھی، ڈالا کس کا تھا؟ کون لوگ تھے؟ وہ لوگ کہاں گئے؟ کیا یہ جو لوگ گرفتار ہیں وہی ڈرائیو کر رہے تھے؟ ویڈیوز اور تصاویر میں ڈالا کیوں نہیں ہے؟ اتنی کم اسپیڈ والے روڈ پر اتنی شدت سے گاڑی کو کیوں مارا گیا؟

جمعیت علماء اسلام کے راہنما وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مولانا مفتی عبدالشکور شہیدؒ کی شہادت ایک لمحہ فکریہ ہے۔ جمعیت کے کارکنان کے لئے یہ حادثہ عام نہیں۔ اس کی مکمل تحقیقات ہونی چاہئیں۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا مفتی عبدالشکور شہیدؒ کی شہادت پر رنجیدگی کے عالم میں یہ کہنا کہ مفتی عبدالشکور کی شہادت پوری جماعت، میری زندگی اور علاقے کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ غم صرف ان کے اہل خانہ کا نہیں، بلکہ میرا اور پوری جماعت کا غم ہے۔

مفتی صاحب جس جانفشانی انتہائی لگن اور دیانت کے ساتھ اپنی وزارت اور جمعیت علماء اسلام فاٹا کی امارت سے عہدہ برا رہے وہ ناقابل فراموش ہے۔ مفتی صاحب نے جمعیت علماء اسلام کا عملی کردار اور نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ بلاشبہ یہ جماعت درویشوں اور خدا پرستوں کی جماعت ہے۔ علماء کرام کو اسلام آباد اور کرسی کا طعنہ دینے والے دیکھ لیں آج ایک عالم دین باوجود وفاقی وزیر ہونے کے بغیر پروٹوکول کے، خود ہی گاڑی چلاتے ہوئے اس دنیا فانی سے رخصت ہوا ہے۔ اگر علماء عہدوں اور سرکاری مراعات کے بھوکے ہوتے تو آج مفتی صاحب بھی اپنے سرکاری پروٹوکول کے ساتھ روڈوں پر گھوم رہے ہوتے۔

اے اہل وطن! گواہ رہنا کہ بڑے عہدے پر فائز ایک وزیر کا جنازہ اس کے اپنے کچے گھر سے اٹھا۔ مفتی صاحب نے ایک دفعہ اپنے بیان میں خود فرمایا تھا کہ: ''میں وہ مولوی ہوں جس کا اپنا موٹر نہیں، جس کا اپنا گھر نہیں، خدا کی قسم آپ میرے گھر چلے جاؤ میرے گھر میں ایک اینٹ بھی پکی نہیں۔ میں آج بھی پشاور میں ایک مسجد کے گھر میں رہتا ہوں۔''

مفتی صاحب کی شہادت سے امت مسلمہ ایک جید عالم دین سے محروم ہوگئی ہے مفتی صاحب جیسی نڈر اور بے باک قیادت صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔ جمعیت علماء اسلام ایک عوامی مزاج لیڈر سے محروم ہوگئی۔ ان کے ایک سالہ دور وزارت کے آج اپنے تو اپنے تمام مخالفین بھی معترف ہیں۔ مفتی عبدالشکور شہیدؒ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم مدرس، فصیح اللسان اور مقرر شعلہ بیان بھی تھے۔ جدید مسائل پر ان کی انتہائی تیز نظر تھی اور ان کے حل میں انتہائی ماہر بھی تھے۔ انہوں نے موجودہ دور کے ہر فتنہ کا بڑی دلیری اور بہادری سے تعاقب کیا، جس کا واضح ثبوت ان کے اسمبلی کے بیانات اور جلسے جلوسوں میں کی گئی ان کی تقاریر ہیں۔ انہوں نے اپنی آخری اسمبلی تقریر میں بھی موجودہ فتنوں کو خوب بے نقاب کیا۔

اللہ کریم مفتی صاحب کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرماتے ہوئے ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے، آمین!

پیر جی حضرت قاری انیس الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ چیچہ وطنی

مولانا عبدالحکیم نعمانی

جامعہ تجوید القرآن المعروف درس پیر جی بلاک نمبر۶ چیچہ وطنی کے بانیان پیر جی عبداللطیف رائے پوریؒ و پیر جی عبدالعزیز رائے پوریؒ المعروف حضرت گیارہ والے کے پوتے حضرت پیر جی قاری انیس الرحمٰن رائے پوریؒ ۱۰؍اپریل ۲۰۲۳ء بروز پیر کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

قاری انیس الرحمٰن ۱۹۷۵ء میں حضرت پیر جی عبداللطیف رائے پوریؒ کے بیٹے پیر جی بابا عبدالقدیر رائے پوری کے ہاں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم جامعہ ہذا میں حاصل کی۔ پھر دینی تحریکات میں انہوں نے اپنی جواں مردی کے جوہر دکھائے۔ دشمنان صحابہؓ اور دشمنان رسول ﷺ کے خلاف میدان عمل میں ایسا اترے کہ ان شاء اللہ رہتی دنیا تک ان کی خدمات کو یاد رکھا جائے گا۔ متعدد مرتبہ پابند سلاسل بھی رہے۔ مرحوم انتہائی ملنسار اور مشفق و مہربان اور ہر خاص و عام کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ بحمداللہ تعالیٰ دین کا ہر شعبہ، تدریس ہو یا تحریکات سیاسی میدان ہو یا سماجی، الغرض جس شعبے میں بھی دیکھا جائے ہر شعبے میں ان کی عملی خدمات اللہ کے فضل سے موجود ہیں۔ مرحوم اس وقت اپنے دادا کے بنائے ہوئے مدرسہ میں اہتمام کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ ایک سال سے علالت کے باوجود ہمہ وقت قرآن و حدیث کی تعلیمات کو عام کرنے میں مگن رہے۔ مرحوم کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے گہرا تعلق اور ختم نبوت کاز سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا۔ امید واثق ہے کہ یہی جنون ان کے لئے شفاعت رسول ﷺ کا سبب بنے گا، ان شاء اللہ! مرحوم کی نماز جنازہ رائے علی نواز سٹیڈیم میں ان کی وصیت کے مطابق ان کے برادر صغیر حضرت پیر جی حفظ الرحمٰن رائے پوری نے پڑھائی۔ علاقہ کے مرکزی قبرستان میں حضرت گیارہ والا کے قریب اللہ نے مدفن نصیب فرمایا۔ رحمت باری کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور ان کے چاروں بیٹوں کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

رحیم یار خان میں قادیانی خاندان کا قبول اسلام

۲۸؍اپریل ۲۰۲۳ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہ نما مولانا مفتی محمد راشد مدنی کے ہاتھ پر ریلوے روڈ رحیم یار خان میں مشہور قادیانی خاندان کے خالد محمود اپنی اہلیہ اور بچوں سمیت قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام میں داخل ہو گئے۔

جمعہ کے بعد تمام نمازیوں نے ان کو مبارک باد دی اور ان کے لئے استقامت کی دعا بھی کی گئی۔

مولانا قاری اکرام الحق مردان کی والدہ محترمہ کا انتقال

مولانا اللہ وسایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کے امیر اور ملک عزیز پاکستان کے نامور خطیب، شعلہ نوا مقرر، ہر دلعزیز راہ نما حضرت مولانا قاری اکرام الحق مدظلہم کی والدہ محترمہ ۲۶؍اپریل ۲۰۲۳ء کو رحلت فرمائے آخرت ہوگئیں۔ انا ﷲ وانا الیہ راجعون! مکرم قاری صاحب لکی مروت کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں خطاب کے لئے پہنچ چکے تھے، بیان کے لئے تیار ہورہے تھے، خیال تھا کہ بیان کے بعد خانقاہ سراجیہ تشریف لے جانا ہے، لیکن گھر سے اطلاع ملی کہ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ آپ واپس آجائیں۔ قاری صاحب نے یہ سنتے ہی رخت سفر باندھا کہ پہلی دفعہ والدہ صاحبہ نے اس طرح واپسی کے لئے فرمایا ہے۔ ورنہ آپ تو میرے دینی اجتماعات پر جانے سے دلی طور پر خوش ہوتی ہیں اور دعاؤں سے سرفراز بھی فرماتی ہیں۔ چنانچہ دوستوں کے اصرار کے باوجود کہ آپ بیان کر کے چلے جائیں۔ آپ نے فوراً رخت سفر باندھا اور گھر پہنچے۔ اتنے میں وہ خود سفر آخرت پر روانہ ہوگئیں۔ اگلے دن حضرت مولانا قاری اکرام الحق صاحب کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بہت بڑا اجتماع جنازہ منعقد ہوا۔ علماء مشائخ، قراء، حفاظ اور عوام کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ پورے خیبر پختون خواہ اور پنجاب کی بہت بڑی تعداد علماء کرام اور متعلقین تعزیت مسنونہ کے لئے تشریف لائے۔ تعزیت کے لئے آنے والے مہمانوں، جماعتی رفقاء اور آنے جانے والوں کا تین دن تو مستقل تانتا بندھا رہا۔ اس وقت تک بھی تسلسل سے تعزیت والوں کا آنا جانا لگا ہوا ہے۔

حضرت قاری صاحب کی والدہ محترمہ عابدہ، زاہدہ، غریب پرور، ان کے دکھ درد میں برابر کی شریک تھیں۔ ضرورت مندوں کی خفیہ مالی مدد کر کے وہ خوشی محسوس کرتیں۔ تہجد گزار، تلاوت وعبادت ان کی عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ حق تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں کہ وہ ایک مثالی خاتون تھیں۔ آپ کی اولاد در اولاد تمام دین کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ سب مرحومہ کی تربیت کا اثر ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہ نما مولانا قاضی احسان احمد، پشاور سے مولانا محمد عابد کمال، ملتان سے فقیر راقم، سرائے نورنگ سے مولانا حمید اللہ پر مشتمل وفد تعزیت کے لئے قاری اکرام الحق مدظلہم کے گاؤں زیدہ حاضر ہوا۔ حق تعالیٰ مرحومہ کی تربت کو اپنی رحمتوں کی موسلادھار بارش سے ہمیشہ کے لئے شرابور رکھیں اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نعمت سدا نصیب ہو۔ آمین! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت قاری صاحب کے صدمہ میں برابر کی شریک غم ہے۔

حضور ﷺ کو آخری رسول ماننے والا ہی مسلمان بن سکتا ہے

انٹرویو: مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری

۱۴ر جون ۱۹۹۷ء کو اردو پارک شاہجہانی جامع مسجد دہلی میں ایک عظیم الشان ’’تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی تیاری کے موقع پر نمائندہ ہفت روزہ ’’راشٹریہ سہارا‘‘ نے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری صاحب سے انٹرویو لیا جو ہفت روزہ ’’راشٹریہ سہارا‘‘ کے ۲۳ تا ۲۹ر جون ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔

سوال: آپ ان دنوں تحفظ ختم نبوت کی جو تحریک چلا رہے ہیں، اس کے مقاصد کیا ہیں؟

جواب: دراصل مسلمان جن چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں ان میں ایک بنیادی چیز ہے ختم نبوت کا عقیدہ۔ اس ختم نبوت کے عقیدہ کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت اور تشریح کر کے ان کو خوب اچھی طرح سمجھا دینا ہی ہمارا مقصد ہے۔ تاکہ کوئی اور اس کے غلط معنی کو سامنے رکھ کر انہیں ورغلا نہ سکے۔ کیوں کہ اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی (جو ۱۹۰۱ء میں نبوت کے دعویدار ہوئے تھے) کی جماعت ’’مسلم جماعت احمدیہ‘‘ کے نام سے ہندوستان کے اندر جگہ جگہ فتنے پیدا کر رہی ہے اور مسلمانوں کو یہ باور کرا رہی ہے کہ ہم بھی مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہیں اور ختم نبوت کے جو معنی آج تک امت نے سمجھے ہیں (کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور کوئی آپ کے راستے پر کتنا ہی چل لے مگر وہ نبی نہیں بن سکتا) وہ غلط ہے۔ قادیانی (احمدیہ) کہتے ہیں کہ نبی بن سکتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسی طریقہ پر نبی بنائے گئے ہیں۔ حضور ﷺ نبی بنانے والی مہر ہیں۔ اس طرح دین سے ناواقف مسلمانوں کے پاس جا کر یہ باور کرانا کہ آج وہی اسلام معتبر ہوگا جس میں محمد ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی نبی مانا جائے اور جو ایسا نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس طرح یہ غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے اور ہمارے مسلمان بھائی یہ سمجھتے رہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ حالاں کہ وہ اس عقیدہ کی وجہ سے (جو قادیانی پھیلا رہے ہیں) ایمان سے نکل جاتے ہیں اور اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اس غلط فہمی کو دور کرنا اصل مقصود ہے۔ قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر دہلی میں بترہ ہسپتال کے برابر میں قائم ہے۔ اس کی جو ریشہ دوانیاں یہاں کبھی کالونیوں میں اور کبھی ادھر ادھر ہوتی ہیں، ان کی اطلاعات ہمیں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت (دارالعلوم دیوبند) کے دفتر میں ملتی رہتی ہیں، وہاں سے ہم ان ریشہ دوانیوں کے تدارک کے لئے جو بھی ممکن ہوتا تھا کرتے تھے۔ گزشتہ وقتوں تک قادیانیوں کی یہ ہمت نہیں تھی کہ وہ کسی

میدان یا ہال وغیرہ میں کھلے طور پر عوام کے لئے کوئی اجلاس وغیرہ کرتے۔ لیکن ۵/اکتوبر۱۹۹۶ء کو دہلی کے ماؤلنکر ہال میں انہوں نے پہلی بار کھلا اجلاس کیا اور اس کو دہلی ویوپی کی سالانہ کانفرنس قرار دیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال وہ اس طرح کا پروگرام کریں گے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا ان کے اس اجلاس کے وقت سے ہی دہلی کے باغیرت مسلمانوں اور ذمہ دار علماء کرام کی مجالس میں یہ مسئلہ زیرغور رہا اور سوچنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ اب ان (قادیانیوں) کی ریشہ دوانیوں کا تدارک محض خاموشی کے ساتھ تحریری یا کتابی شکل میں کرتے رہنے سے کام نہیں چلے گا۔ کیوں کہ یہ لوگ اب جگہ جگہ عام جلسے کرنے اور سیٹلائٹ چینل کے ذریعہ ٹی.وی کے راستہ اپنے نظریات سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا دہلی کی مسلم آبادی والی کالونیوں اور محلوں میں چھوٹے بڑے جلسے کرکے اور بڑے پیمانے پر ایک کانفرنس کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی تاکہ مسلمانوں کو ان کے پروپیگنڈہ سے واقف کرایا جاسکے۔

اس ضمن میں اب تک ڈیڑھ سو سے زائد چھوٹے بڑے جلسے کئے جاچکے ہیں اور ۱۴/جون کو جامع مسجد دہلی کے اردو پارک میں بڑے پیمانے پر تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی جارہی ہے، جس میں دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، جامعہ قاسمیہ شاہی مسجد مرادآباد، جماعت اسلامی، جماعت اہل حدیث، درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز، ندوۃ العلماء لکھنؤ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے علماء مسلمانوں کو قادیانی فتنہ سے ہوشیار کریں گے اور انہیں یہ باور کرائیں گے کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہ سمجھیں۔

__سوال:__ توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جو اسلام کے پانچ بنیادی رکن ہیں۔ کیا ختم نبوت بھی ان ہی جیسا بنیادی رکن ہے؟

__جواب:__ ان میں پہلا رکن ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ ہے۔ وہی دراصل اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور بقیہ چار ارکان تو اعمال ہیں۔ اس بنیادی عقیدہ میں ہی ختم نبوت کا عقیدہ شامل ہے۔ کیوں کہ ’’حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔‘‘ جب اس پر عقیدہ ہے تو پھر قرآن میں اللہ نے آپ کو خاتم النّبیین کا جو لقب دیا ہے، اس پر از خود عقیدہ ہونا لازمی ہے۔ آپ کی صرف رسالت پر ایمان کسی کو مسلمان نہیں بنائے گا، بلکہ اس کے ساتھ حضور ﷺ کو آخری رسول ماننے کے بعد ہی کوئی شخص مسلمان بن سکتا ہے۔

__سوال:__ مسلمانوں کے دیگر مسالک ونظریات کے لوگ اپنے اپنے نظریات پر قائم رہ کر خود کو مسلمان کہتے ہیں اور سب ان کو مسلمان مانتے ہیں۔ کیا قادیانیوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے؟

__جواب:__ اسلام ایک مذہب کا نام ہے۔ اس میں کچھ چیزوں کا ماننا ضروری ہے جنہیں عقیدہ کہتے ہیں اور کچھ اعمال ہیں جن کی فرضیت کو ماننا بھی ضروری ہے جو عقیدے ہیں ان سب کو جس طرح نبی ﷺ نے بتایا

ہے اور صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظام سے منقول ہوتا آیا ہے، اسی طرح ماننے والا مسلمان ہوتا ہے۔ مسلمان جن چیزوں پر عقیدہ رکھتا ہے، ان میں خاتم النبیین کو ان معنوں میں مانتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص اس منصب پر فائز نہیں ہوگا۔ قادیانیوں کو اسی بنیادی عقیدہ میں مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کرتا رہوں۔ یہاں تک کہ وہ مجھ پر ایمان لے آئیں اور جو شریعت اور جو بات میں اللہ کی طرف سے ان کے پاس لے کر آیا ہوں۔ اس پر ایمان لے آئیں۔'' یہ ایمان کی تعریف ہے۔ یعنی آپ کی ہر ایک بات کو ماننا ایمان ہے۔ ایک بات کو بھی اگر چھوڑ دیا تو ایمان باقی نہیں رہا۔ جیسے کوئی آدمی یہ کہے کہ میں پورے قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو قرآن کی آیت نہیں مانتا، تو اس کے لئے سارے قرآن کریم کو ماننا بے کار ہوگیا۔ کیوں کہ اس کا ایمان ختم ہوگیا۔ خواہ وہ کتنا ہی نمازیں پڑھتا ہو۔ کتنا ہی قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہو اور کتنا ہی نیک اعمال کرتا ہو۔ پھر بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا منکر ہونے کی وجہ سے اس کا ایمان ختم ہوگیا اور وہ مسلمان نہیں رہا۔ اسی طرح جہاں خاتم النبیین کے الفاظ کو ماننا ضروری ہے وہاں اس کے معنی کو بھی ماننا ضروری ہے۔ قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ ہم حضرت مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ لیکن خاتم النبیین کے صرف لفظ کو مانتے ہیں معنی کو نہیں مانتے۔ اس کے معنی حضور ﷺ نے بتائے ہیں: ''میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔'' جب آپ نے خود واضح کر دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کسی قسم کا نبی نہیں تو پھر کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا کہ: ''میں مجازی نبی ہوں، میں بروزی نبی ہوں، میں ظلی نبی ہوں۔''

یہ سوائے دھوکہ دہی کے اور کچھ نہیں ہے۔ کسی بڑے سے بڑے نے بھی یہ نہیں کہا کہ میں نبی ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کی متابعت کاملہ کی توفیق ہوئی ہے اور حضور اکرم ﷺ کے راستے پر میں بہت چلا ہوں۔ لہٰذا میں مجازی نبی بن گیا ہوں۔ سوال کیا جاسکتا ہے کہ گزشتہ تیرہ سو برسوں کے اندر بڑے سے بڑے ولی گزرے ہیں تو کیا ان میں سے کسی میں یہ صلاحیت نہیں ہوئی کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرتا اور اس پر حضور ﷺ کی مہر لگتی۔ مگر اس سوال کو یہ لوگ ٹال جاتے ہیں اور جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نظریات میں نبوت کی دعویداری کا راستہ کھول دیا تو ان ہی کے فرقہ کے ایک چراغ الدین جموی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ہی زمانے میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اس پر مرزا قادیانی بہت ناراض ہوئے کہ میرا مرید ہو کر میرے ہی زمانے میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ تو گویا نہ پہلے تیرہ سو برسوں میں کوئی نبی ہوسکتا تھا اور نہ بعد میں کوئی ہوسکتا ہے۔ بس ایک مرزا قادیانی ہی رہ گئے تھے مجازی نبی ہونے کے لئے۔ لہٰذا

اس کافرانہ نظریہ کے ماننے والوں کو کیونکر مسلمان کہا جاسکتا ہے۔ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ قادیانی اپنے نظریات پر عمل کرتے رہیں۔لیکن خود کو اپنے نظریات کے مطابق صرف احمدی یا قادیانی ہی کہیں۔مسلمان کیوں کہتے ہیں۔جب کہ وہ اسلام کے بنیادی عقیدۂ ختم نبوت کو ہی نہیں مانتے اور جہاں تک مسلمانوں کے دیگر مسالک کا معاملہ ہے تو ان کے یہاں آپس میں کچھ چیزوں پر اندرونی اختلافات ہیں۔لیکن بنیادی عقیدہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اسی لئے دیگر تمام مسالک میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔دیگر تمام مسالک کے لوگ اپنے اپنے نظریات پر عمل کرتے ہوئے بھی مسلمان ہیں اور قادیانی اس بنیادی عقیدہ سے انحراف کے سبب دائرہ اسلام سے باہر ہیں۔

سوال: آج جب کہ مسلمانوں کے ساتھ ہر میدان میں ناانصافی ہورہی ہے تو ایسے وقت میں اس طرح کی تحریک چلانا کیا مناسب ہے؟

جواب: اگر یہ تحریک مسلمانوں کے کسی فرقہ کے خلاف ہوتی تب تو یہ بات کہی جاسکتی تھی کہ اس سے مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوگا۔لیکن جب قادیانیوں کے بارے میں گزشتہ سوسال سے (جب سے مرزاغلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا) یہی فیصلہ ہے کہ یہ مسلمان ہیں ہی نہیں۔محض فریب سے خود کو مسلمان کہلا رہے ہیں تو پھر یہ سوچنا غلط ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جو ناانصافیاں ہورہی ہیں، ہماری تحریک سے ان میں اضافہ ہوگا۔ناانصافی تو یہ لوگ کررہے ہیں جو ان کے پروگراموں کو ترویج دے رہے ہیں۔ناانصافی یہ بھی ہے کہ ایک غلط مذہب کو اسلام کے نام سے پھیلایا جارہا ہے اور ان کو سرکاری وغیرسرکاری ذرائع ابلاغ سے پھیلنے کا موقع اسلام کے نام پر دیا جارہا ہے۔

سوال: ہندوستان کا آئین یہاں آباد تمام لوگوں کو اپنے مذہب ومسلک پر عمل کرنے اور اس کی ترقی وترویج کرنے کی تو اجازت دیتا ہے۔لیکن کسی کے مذہب کو غلط یا برا کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔اس پس منظر میں قادیانیوں کے خلاف آپ کی یہ تحریک کیا ہندوستانی آئین کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

جواب: تحریک تو قادیانیوں نے اسلام کے خلاف پہلے سے شروع کررکھی ہے۔وہ مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کو غلط قرار دیتے ہیں اور سرعام کہتے ہیں کہ خاتم النّبیین لفظ کا مطلب مرزاغلام احمد قادیانی سے پہلے کے لوگوں نے غلط سمجھا ہے اور بعد میں ان کے مخالفین بھی غلط سمجھتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کا یہ اعجاز ہے کہ آپ ﷺ کی امت میں نبی ہوسکتے ہیں۔اس طرح اگر کسی کے مذہب کو غلط کہنا ہندوستانی آئین کی رو سے غلط ہے تو آئین کی خلاف ورزی پہلے قادیانی لوگ کررہے ہیں جو ہمارے عقیدہ کو غلط کہتے ہوئے خود کو مسلمان کہہ رہے ہیں۔وہ خود کو مسلمان نہ کہیں۔اپنے مذہب کو اسلام نہ کہیں بلکہ کوئی الگ نام دیں تو پھر

وہ جو چاہے پروپیگنڈہ کریں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانیں، خدا مانیں، خدا کا بیٹا مانیں یا کچھ اور مانیں۔ ہم ان سے ہندوستان میں آباد دیگر غیر مسلم حضرات کے جیسا ہی برادرانہ سلوک رکھیں گے۔ ان کے خلاف کوئی تحریک نہیں چلائیں گے۔

سوال: قرآن میں کہا گیا ہے کہ جو شخص خود کو مسلمان کہے اسے کافر کہنے کا حق کسی کو نہیں ہے تو پھر قادیانیوں کو کافر کہنا یا اسلام سے خارج قرار دینا کیونکر جائز ہے؟

جواب: قرآن کریم میں کہا گیا ہے کہ: ''مسلمانو! جب تم کہیں سفر کیا کرو تو ذرا اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو اور جو تمہارے سامنے آکر اطاعت کا مظاہرہ کرے (خواہ کلمہ پڑھ کر یا دوسرے کسی طریقہ سے) تو تم اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تو ایمان والا نہیں ہے بلکہ تم اس کو ایمان والا سمجھا کرو۔'' کیوں کہ جب کسی نے کلمہ پڑھ لیا تو یہ علامت ہے اس بات کی کہ اس کے دل میں ایمان ہے۔ کیوں کہ ایمان تو ایک اندرونی چیز ہے جو دیکھی نہیں جاسکتی۔ اب اگر پورا ایک طبقہ ہے جو خود کو ایمان والا کہتا ہے تو ہم کیسے کہیں کہ تم ایمان والے ہو، اگر وہ مندر میں جاتا رہے گا اور کہے گا کہ میں ایمان والا ہوں تو ہم نہیں مان سکتے۔ وہ اگر مسجد میں آنے لگے، کلمہ پڑھنے لگے، مسلمانوں کا سا لباس پہننے لگے تو ان علامات کی وجہ سے اس کو ایمان والا کہا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے تاکید کی ہے کہ جو شخص تمہارے سامنے اسلام کی علامت پیش کر دے تم اس کو یہ نہ کہو کہ تو ایمان والا نہیں ہے یا مسلمان نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسلام ظاہر کرتے ہوئے کوئی کفریہ قول یا عمل اختیار کرتا ہے تو پھر خالص علامت کی وجہ سے اس کو مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ مثال کے طور پر ایک شخص کلمہ پڑھے، نماز بھی پڑھے، لیکن زنار بھی پہنے اور چوٹی بھی رکھے تو ہزار کلمہ پڑھنے کے باوجود زنار اور چوٹی جیسی غیر اسلامی علامت کی وجہ سے اسے مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ کیوں کہ اسلام کی علامت تبھی کسی کو مسلمان کہلا سکتی ہے جب اس علامت کے ساتھ وہ کوئی غیر اسلامی علامت بھی پیش نہ کر رہا ہو۔ قادیانیوں کے یہاں اسلام کا اظہار تو ہے لیکن اپنے عقیدہ، قول وعمل اور تحریر وتقریر سے وہ کفریہ باتیں اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ یہ کفریہ باتیں نہ کریں صرف اظہار اسلام میں اکتفاء کریں تو ہم انہیں مسلمان کہنے اور ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر چونکہ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح مسلمان ہونے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح حضرت محمد ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اور جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہیں رکھتے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ مرزا بشیر احمد کا صاف فتویٰ ہے کہ:

''جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے وہ چاہے حضرت محمد ﷺ کو مانتے ہیں مگر وہ کافر بلکہ پکے کافر ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵، انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰)

مرزا بشیر الدین محمود (مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بیٹے) کا صاف کہنا ہے کہ: ’’مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننے والے لوگوں کے ساتھ خوشی یا غمی میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔‘‘ یہ لوگ اپنے اظہار اسلام کی دلیل میں حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔‘‘ تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بھی تمہارے قبلہ کی طرف منہ کر کے تمہارے جیسی نماز پڑھتے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی مسلمان ہیں۔ مگر دراصل اس حدیث میں بتائے گئے اعمال بھی اسلام کی علامتیں ہیں۔ یہ اسلام کی حقیقت وماہیت نہیں ہیں۔ اسلام کی حقیقت وماہیت عقیدۂ وحدانیت اور ختم نبوت ہے۔ لہٰذا حقیقت وماہیت کا منکر کتنی بھی علامتیں ظاہر کرے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ علامات تو ان لوگوں کو مسلمان سمجھنے کے لئے ہیں، جن کا بنیادی عقیدہ ونظریہ معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا وہ جو بھی علامت ظاہر کرتے ہیں، انہیں اسی کے مطابق مان لیا جائے۔ اسلام کی علامت ظاہر کریں تو مسلمان اور کفر کی علامت ظاہر کریں تو کافر۔ لیکن جب کسی کا بنیادی عقیدہ معلوم ہے تو پھر علامتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ (قادیانی مغالطے مندرجہ محاسبہ قادیانیت جلد۶ ص۳۲۳ تا ۳۲۸)

قیامت کے روز عذاب سے نجات

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: ’’میں نے خواب میں ننانوے مرتبہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔ پھر دل میں یہ خیال آیا کہ اگر پھر کبھی اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے یہ پوچھوں گا کہ قیامت کے دن بندے آپ کے عذاب سے کس عمل کے ذریعے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب اس کے بعد مجھے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے یہی سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ’’جو شخص روزانہ صبح وشام یہ دعا پڑھے قیامت کے دن میرے عذاب سے بچ جائے گا:

’’سبحان الابد، الابد، سبحان الواحدِ الاحد، سبحان الفرد الصمد، سبحان رافع السماءِ بغیر عمد، سبحان من بسط الارض عالٰ ماءٍ جمد، سبحان من خلق الخلق فاحصاھم عددًا. سبحان من قسّم الرزق ولم ینس احدًا. سبحان الذی لم یتخذ صاحبةً وّلا ولدًا. سبحان الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لّهٗ کفوًا احد ‘‘(شامی) ان الفاظ کی تصدیق نبی مقدس ﷺ کے فرمان سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جس نے ہر روز ایک بار مذکورہ کلمات کہے۔ جب تک وہ دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے اس کو موت نہیں آئے گی۔ (کنز العمال)

حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا وہ بدیہی عقیدہ ہے جس میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جو عقیدہ قرآن کریم میں بصراحت مذکور ہوا اور جو صدہا احادیث صحیحہ میں بالفاظ غیر مشتبہ بیان کردیا گیا ہو۔ اس کے خلاف منہ سے کوئی لفظ نکالنے کی جرأت کوئی مسلمان کیونکر کرسکتا ہے اور اگر کوئی نام نہاد مسلمان اس عقیدہ سے اختلاف بھی کرے تو مسلمان اس کی آواز کو کیا وقعت دے سکتے ہیں؟ لیکن چوں کہ مسلمانوں کی اکثریت ٹھوس اسلامی معلومات سے بے بہرہ اور صحیح مذہبی تعلیمات سے بے خبر ہے۔ اس لئے ان کی واقفیت کے لئے یہ چند سطریں لکھی جاتی ہیں۔

قرآن میں ختم نبوت کا اعلان

قرآن کریم سورہ احزاب پارہ ۲۲ میں خدا کا ارشاد ہے: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ‘‘ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ ’’نہیں ہے محمد ﷺ باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے ولیکن پیغامبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا تمام نبیوں کا‘‘ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ ’’یعنی بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد‘‘ (ترجمہ) آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور حضرت شاہ عبدالقادرؒ اپنے فوائد موضح القرآن میں لکھتے ہیں کہ ’’اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔‘‘ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اپنے ترجمہ میں لکھتے ہیں ’’محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔‘‘ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔

امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ختم اللہ به النبوة وقرأ ابن عامر وعاصم خاتم بفتح التاء علی الاسم ای اخرهم وقرأ الآخرون بکسر التاء علی الفاعل لانه ختم به النّبیین. قال ابن عباس یرید لولم اختم به النّبیین لجعلت له ابناً یکون بعده نبیاً. وروی عن عطاء عن ابن عباس ان اللہ تعالٰی لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولداً ذکراً یصیر رجلاً‘‘ (ج۵ص۲۱۸)

امام بغوی کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ خاتم النّبیین کی مراد یہ ہے کہ اللہ نے آں حضرت ﷺ پر نبوت ختم کردی۔ خاتم بفتح التاء پڑھا جائے تو خاتم النّبیین کا مطلب ’’آخری نبی‘‘ ہے اور خاتم بکسر التاء پڑھا جائے تو ’’نبیوں کے ختم کرنے والے‘‘ ترجمہ ہوگا۔ (غرض یہ ہے کہ دونوں قرأتوں کا حاصل ایک ہے اور مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) امام المفسرین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ میں نے آں حضرت ﷺ پر نبیوں کا سلسلہ ختم نہ کردیا ہوتا تو آپ کو کوئی ایسا بیٹا دیتا جو آپ کے بعد نبی ہوتا، دوسری روایت میں ابن عباسؓ نے یہ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کردیا کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو اس نے آں حضرت کو کوئی ایسا لڑکا نہ دیا جو جوان ہو، اور خازن نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے ’’وخاتم النّبیین ختم به النبوة فلانبوة بعده ای ولا معه ‘‘(ج۵ص۲۱۸) یعنی اللہ نے آپ پر نبوت ختم کردی۔ پس آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی اور نہ آپ کے ساتھ اب کسی کو دی جائے گی۔

اور لسان العرب جو نہایت مستند لغت ہے اس میں ہے:

ختام القوم وخاتمهم ای آخرهم وفی التنزیل العزیز ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ای آخرهم‘‘

اور قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے’’والخاتم من کل شئ عاقبته و آخرته والخاتم آخر القوم کالخاتم ومنه قوله خاتم النّبیین ای آخرهم ‘‘ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آیت میں خاتم النّبیین کے معنی ’’آخری نبی‘‘ کے ہیں۔

امام غزالیؒ الاقتصاد میں فرماتے ہیں: ’’ان الامة فهمت من هذااللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابداً وعدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص ومن اوله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لایمنع الحکم بتکفیره لانه مکذب لهذاالنص الذی اجمعت الامة علیٰ انه غیر ماوّل ولا مخصوص ‘‘یعنی تمام امت نے لفظ خاتم النّبیین سے یہی سمجھا ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول کبھی نہ ہوگا اور اس لفظ میں کوئی تاویل وتخصیص نہیں اور جو اس میں کوئی تخصیص کرے اس کا کلام بے ہودہ بکواس ہے۔ اس کی تاویل اس پر کفر کا حکم لگانے سے نہیں روک سکتی۔ اس لئے کہ اس نے اس نص صریح کو جس کے غیر ماول وغیر مخصوص ہونے پر امت محمدیہ کا اجماع ہے، جھٹلایا ہے۔ اسی کے قریب قریب علامہ قاضی عیاض نے شفاء میں فرمایا ہے۔

جلال الدین محلی نے لکھا ہے’’به ختموا ‘‘یعنی خاتم النّبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر انبیاء ختم کردیئے گئے۔

تفسیر مدارک میں ہے ''ای آخرھم یعنی لاینبأ احد بعدہ '' یعنی خاتم النّبیین کا مطلب آخری نبی ہے اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

یہ پندرہ نام بطور نمونے کے لکھے جاتے ہیں ورنہ اگر ان علماء کے اقوال کو جمع کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ جنہوں نے خاتم النّبیین کی مراد ''آخری نبی'' سمجھی اور بتائی ہے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ آپ امام غزالی کی عبارت میں پڑھ چکے ہیں کہ تمام امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ خاتم النّبیین کی صاف وصریح مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ورسول نہ ہوگا۔

احادیث میں ختم نبوت کا اعلان

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے (تحذیر الناس ص۱۰) میں فرمایا ہے کہ احادیث میں یہ مضمون حد تواتر کو پہنچ گیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔'' حضرت مولانا کے دعویٰ تواتر کے ثبوت میں نمونہ کے طور پر چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

۱...... ''بروایت انسؓ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ''یعنی بے شبہ رسالت ونبوت ختم ہوگئی۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔ (ترمذی ج۲ص۵۱)

۲...... ''عن عبداللہ بن عمرو بن العاص انا محمد النبی الامی ولا نبی بعدی''میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (دیکھو مسند احمد ج۲ص۱۷۲)

۳...... ''لم یبق بعدی من النبوۃ الا المبشرات ''میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ ہاں بشارت دینے والے خواب رہ گئے۔

۴...... ''جئت فختمت الانبیاء''میں آیا پس میں نے نبیوں کے سلسلہ کو ختم کردیا۔

(مسلم شریف ج۲ص۲۴۸)

۵...... ''وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی''میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(ابوداؤد ج۲ص۱۲۶ وترمذی ج۲ص۴۵، مسند ج۵ص۱۷۸)

۶...... ''واناالعاقب والعاقب الذی لیس بعدی نبیٌ ''(میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) (ترمذی ج۲ص۱۰۷، مسلم ج۲ص۲۶۱)

۷...... ''لانبوۃ بعدی الاالمبشرات ''میرے بعد نبوت نہیں ہے، مگر بشارت دینے والے خواب ہیں۔ (مسند احمد ج۵ص۴۵۴ بروایت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ)

۸...... ’’لوکان بعدی نبیٌ لکان عمر بن الخطاب ‘‘اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔ (ترمذی ج۲ص۲۷۸)

۹...... ’’الّا انه لا نبوة بعدی‘‘ (ترمذی ج۲ص۲۱۴عن سعد بن ابی وقاص، مسلم ج۲ص۲۷۸)

۱۰...... ’’الّا انه لانبی بعدی‘‘(ترمذی ج۲ص۲۱۴عن جابر) دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۱۱...... ’’کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی‘‘یعنی بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی کا انتقال ہوتا دوسرا اس کی جگہ پر آتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری ج۱ص۴۹۱، مسلم ج۲ص۱۲۶، ابن ماجہ ص۲۱۲)

۱۲...... ’’ذهبت النبوة وبقیت المبشرات‘‘

(مسند احمد ج۶ص۱۳۸۱، فتح الباری ج۱۲ص۳۰۵ وابن ماجہ ص۲۵۶ بروایت ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا)

۱۳...... ’’وختم بی النّبیون‘‘ (مسلم ج۱ص۱۱۹، ترمذی ص۱۸۸ بروایت ابوہریرہ)

۱۴...... حدیث شفاعت’’بروایت ابرهریرة انت رسول الله وخاتم الانبیاء‘‘ (ترمذی ج۲ص۶۶)

۱۵...... ’’یاآدم انه آخر النّبیین من ذریتک‘‘(طبرانی صغیر ص۲۰۷) اے آدم علیہ السلام وہ (یعنی محمد ﷺ) تیری ذریت میں سب سے آخری نبی ہوں گے۔

۱۶...... ’’بروایت ابوهریرهؓ فانی آخر الانبیاء ومسجدی آخر المساجد‘‘

(ج۱ص۴۴۶ ونسائی ج۱ص۱۱۳)

۱۷...... ’’انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء‘‘

(رواہ البزاز عن عائشہ ذکر الہیثمی فی المجمع ج۴ص۴)

۱۸...... ’’ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الّا المبشرات‘‘(رواہ الطبرانی والبزاز عن حذیفة بن اسید کما فی مجمع الزوائد ج۷ص۱۷۳) نبوت جاتی رہی۔ پس میرے بعد نبوت نہیں ہے بجز اس کے کہ بشارت دینے والے خواب رہ گئے ہیں۔

۱۹...... ’’بروایت ابوهریرهؓ فاناموضع اللبنة وانا خاتم النّبیین‘‘پس میں (قصر نبوت میں) اینٹ کی جگہ ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔ (مسلم ج۲ص۲۴۸)

۲۰...... حدیث نمبر۱۹ بروایت ابوسعید خدری امام مسلم نے اس کی اسناد ذکر کر کے کہا کہ ابوسعید نے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مثل کہا۔ (مسلم ج۲ص۲۴۸) اور امام احمد نے حدیث ابوسعید مسند (ج۳ص۹)

میں روایت کی ہے کہ اس میں یہ ہے ’’فجئت انا فاتممت تلک البنیة ‘‘یعنی پھر میں آیا تو میں نے اس (عمارت) قصر نبوت کو پورا کر دیا۔

۲۱...... ’’لا یبقی بعدی من النبوة الّا المبشرات ‘‘(اخرجہ احمد والبزاز کما فی المجمع ج۷ص۱۷۲) میرے بعد نبوت باقی نہ رہے گی۔بس بشارت والے خواب رہ جائیں گے۔

۲۲...... حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول خداﷺ نے خطبہ حجة الوداع میں فرمایا’’ایھا الناس انہ لانبی بعدی ولا امة بعدکم ‘‘(مجمع الزوائد ج۸ص۲۶۳) اے لوگو بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی دوسری امت نہیں۔یعنی میں آخر الانبیاء اور تم آخر الامم ہو۔ (ماہنامہ الصدیق ملتان ج۴ش۵ص۳۵تا۳۷جمادی الاولیٰ ۱۳۷۳ھ فروری ۱۹۵۴ء)

مجالس درس میں سامعین کا ہجوم

اس ذہین طبقہ کی توجہ وانہماک اور حدیث کی ضرورت کے احساس نے حدیث کا ایسا عام ذوق اس کے درس وروایت کی مجلسوں میں شرکت کا شوق اور ائمہ فن سے تلمذ واستفادہ کی حرص پیدا کر دی تھی کہ محدثین کی مجالس درس میں حاضری کی تعداد ہزاروں نے متجاوز ہوتی اور بادشاہوں کے دربار سے زیادہ ان میں سکون اور نظام ہوتا۔☆...... یزید بن ہارون نے جب بغداد میں درس حدیث دیا تو اس میں ستر ہزار حاضرین کا تخمینہ کیا گیا۔☆......امام عاصم بن علی املائے حدیث کے واسطے بغداد سے باہر نخلستان میں ایک بلند چبوترے پر بیٹھے تھے۔خلیفہ معتصم باللہ نے ایک بار اپنا ایک معتمد اس مجلس کے شرکاء کا اندازہ کرنے کے لئے بھیجا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار حاضرین کی تعداد کا اندازہ تھا۔☆......احمد بن جعفر راوی ہیں کہ جب ابومسلم بغداد میں آئے تو رحبہ غسان نامی مقام پر انہوں نے حدیث کا املا کیا۔ساتھ مستملی (کاتب) کھڑے ہوئے تھے،جن میں سے ہر ایک دوسرے کو شیخ کی روایت پہنچاتا تھا۔ لوگ کھڑے کھڑے تحریر حدیث میں مصروف تھے۔دواتوں کا شمار کیا گیا تو کچھ اوپر چالیس ہزار دواتیں شمار ہوئیں، جو لوگ لکھتے نہ تھے صرف سماعاً شریک تھے وہ اس تعداد سے خارج ہیں۔☆......شیخ وقت فریابی نے بغداد میں املائے حدیث کیا تو تین سو سولہ مستملی (کاتب) ان کی مجلس میں حاضر تھے اور حاضرین تخمیناً تیس ہزار تھے،فریابی کی مجلس میں دس ہزار آدمی ان کے پاس ایسے پڑھنے آتے تھے جو دوات قلم لے کر بیٹھتے۔ ☆......فربری کی روایت ہے کہ امام بخاری کی جامع صحیح کو ان سے نوے ہزار آدمیوں نے سنا۔

(دعوت وعزیمت ج۱ص۱۰۰،۱۰۱)

سندھ ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ

جناب منظور احمد میو ایڈووکیٹ

قادیانیوں کی ضمانت کی درخواست خارج

کراچی کے علاقے صدر میں قادیانیوں کی عبادت گاہ پر مسجد کی طرز پر گنبد و محراب بنے ہوئے ہیں، جس سے ناواقف مسلمان دھوکا کھا کر اسے مسجد سمجھ لیتے ہیں، جب کہ آئین پاکستان کی رو سے قادیانیوں پر شعائر اسلام استعمال کرنے کی پابندی ہے، چناں چہ قادیانیوں کی اس آئین شکنی کے خلاف مدعی عبدالقادر نے مؤرخہ ۱۱/اگست ۲۰۲۲ء کو تھانہ پریڈی اسٹریٹ میں مقدمہ درج کرنے کے لئے درخواست جمع کرائی۔ درخواست میں لکھا: ''درخواست برائے اندراج مقدمہ قادیانی عبادت گاہ پریڈی صدر!''

قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ پر توہین آمیز، اسلام اور آئین پاکستان کے خلاف مسجد کی مشابہت میں منبر و محراب بنائے ہوئے ہیں، جس سے مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ گنبد و مینار اور محراب نما دروازے کی عمارت بنا رکھی ہے جو دیکھنے سے مسجد معلوم ہوتی ہے، جہاں یہ مل کر مسلمانوں کی طرح عبادت کرتے ہیں اور قادیانیت کو فروغ دے رہے ہیں۔ جس سے کئی مسلمان دھوکا کھا چکے ہیں، ملزمان نے باہم ساز باز کر کے مسلمانوں کو تکلیف دینے کی نیت سے یہ بنائے ہیں، لہٰذا انہیں ہٹایا جائے۔

لیکن پولیس نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا، وجہ یہ بتائی کہ ابھی تحقیقات ہونا باقی ہے۔ پھر مدعی مقدمہ نے مجھ سے رابطہ کیا اور ایک درخواست ڈسٹرکٹ سیشن جج ساؤتھ میں درخواست نمبر ۲۱-۸۶-۲۰۲۲ زیر دفعہ ۲۲-اے، سی آر پی سی کے تحت ضابطہ فوجداری پاکستان داخل کی۔ جس میں تمام وقوعات کا ذکر کیا اور ایس ایچ او پریڈی سینئر سپرٹینڈنٹ پولیس ساؤتھ کراچی اور ڈی سی ساؤتھ کو مدعا علیہ بنایا، واضح کیا گیا کہ یہ جان بوجھ کر قادیانیوں کی عبادت گاہ کے خلاف مقدمہ درج کرنے میں لیت و لعل سے کام لے رہے ہیں، لہٰذا قانون کے مطابق ہماری درخواست کے تحت مقدمہ درج کریں۔

جج نے تمام فریقین کو نوٹس جاری کئے اور ۲۹/ستمبر ۲۰۲۲ء کو ایک تفصیلی و تحریری فیصلہ جاری کیا جس میں متعلقہ ایس ایچ او پریڈی تھانے کو حکم جاری کیا گیا کہ قانون کے مطابق مدعی کا بیان ریکارڈ کریں، بیان کی روشنی میں کوئی مقدمہ بنتا ہے تو درج کریں۔ ہم یہ آرڈر لے کر تھانے پہنچے تو ایس ایچ او پریڈی نے ایف آئی آر نمبر ۹۱۳-۲۰۲۲ زیر دفعہ ۲۹۸بی، ۲۹۸سی/۳۴ پاکستان پینل کے تحت مقدمہ درج کر لیا، جس میں

مدعی مقدمہ نے تمام حقائق سامنے رکھتے ہوئے بتایا کہ ۲۹ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعہ ایک بجے میں پریڈی تھانے کی حدود سے گزر رہا تھا تو ایک مسجد نما عمارت کو دیکھا، اس میں نماز پڑھنے جانے لگا تو پتا چلا کہ یہ قادیانیوں کی عبادت گاہ ہے، جس پر میں نے علما کو آگاہ کیا اور اس عمارت کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد میں نے پولیس تھانے میں مندرجہ بالا درخواست جمع کرائی، جس میں مذکورہ باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا کہ ۱۹۷۴ء کے ایکٹ میں کافر قرار دیئے جانے کے باوجود بھی قادیانی اپنی سرگرمیاں اسلامی لبادہ اوڑھ کر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا گزارش ہے کہ مذکورہ ملزمان اور دیگر انتظامی کمیٹی وارکان کے خلاف اس ناجائز عمارت کے خلاف مقدمہ کر کے قانون کے مطابق کارروائی کی جائے اور مذکورہ عمارت سے شعائر اسلام یعنی گنبد، مینار، محراب وغیرہ کو منہدم کر کے آئین پاکستان کے مطابق فوری اور سخت کارروائی کی جائے۔

قادیانیوں نے اس مقدمے کو سندھ ہائی کورٹ میں چیلنج کیا۔ کریمنل درخواست ۵۶۶-۲۰۲۲ داخل کی، جس میں قادیانیوں نے مؤقف اپنایا کہ اس سیشن جج کے آرڈر کو ختم کیا جائے اور ایف آئی آر نہ کاٹی جائے۔ تو جج نے ۳۰؍ستمبر ۲۰۲۲ء کو اس آرڈر کو عارضی طور پر معطل کر دیا اور ۶؍اکتوبر ۲۰۲۲ء کو سماعت مقرر ہوئی۔ سماعت ہوئی تو میں مدعی کی طرف سے پیش ہوا اور جج کے سامنے اپنے دلائل میں کہا کہ قانون کے مطابق سیشن جج نے آرڈر دیا ہے اور آرڈر کے تحت مدعی نے پریڈی تھانے میں ایکٹ اور قانون کے تحت قادیانیوں کے خلاف ایک ایف آئی آر نمبر ۹۱۳-۲۰۲۲ زیر دفعہ ۲۹۸ بی اور سی کے تحت مقدمہ درج کرایا ہے۔ اب مدعی کو اور ملزمان کو قانون کے تحت پورا حق دیا جائے کہ اصل حقائق کیا ہیں؟ چونکہ ایف آئی آر کٹ چکی ہے، تفتیش ہونا باقی ہے، ہر ادارے سے پولیس افسر اس کی انکوائری کر رہا ہے، لہٰذا قادیانیوں کی اس درخواست کو خراج کر دیا جائے۔ جس پر جسٹس آفتاب احمد گوڈر نے مؤرخہ ۶؍اکتوبر ۲۰۲۲ء کو قادیانیوں کی اس درخواست کو خارج کر دیا۔

تفتیش کا عمل جاری تھا کہ قادیانیوں نے ۷؍اکتوبر ۲۰۲۲ء کو ایک اور آئینی درخواست پٹیشن نمبر ۶۰۸۲-۲۰۲۲ ڈویژن بینچ میں داخل کر دی۔ اس میں استدعا کی کہ اس ایف آئی آر کو ختم کیا جائے، جس پر میں نے اعتراضات داخل کیے کہ مقدمے کی ایف آئی آر باقاعدہ قانون کے تمام بنیادی تقاضے پورے کرتے ہوئے کاٹی گئی ہے جس میں ڈسٹرکٹ جج کا فیصلہ اور انکوائریاں موجود ہیں۔ اس سے قادیانیوں کے خلاف کافی کاغذاتی ثبوت اور تصاویر شہادت کے طور پر موجود ہیں۔ چونکہ مقدمہ حساس نوعیت کا ہے، اس پورے مقدمے میں ابھی تک کوئی چیز ایسی نہیں پائی گئی جس سے یہ تأثر ہو کہ مدعی مقدمہ نے اپنی ذاتیات یا انا کی خاطر قادیانی عبادت گاہ یا ان کے متعلقہ ممبران کمیٹی کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کرایا ہو۔ لہٰذا عدالت

مدعی مقدمہ کو متعلقہ عدالت میں اپنے بیان ریکارڈ کرانے اور تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کا موقع دے۔ اس طرح اس مقدمے کو خارج کرنے سے نہ صرف مدعی مقدمہ بلکہ پوری امت مسلمہ کے لئے پریشانی کا اور مدعی نقصان کا باعث بنے گا، لہٰذا ہماری استدعا ہے کہ چوں کہ مقامی عدالت میں فائنل چالان داخل ہو چکا ہے اور تمام ثبوت بذریعہ پولیس آفیسر متعلقہ مجسٹریٹ کورٹ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اب تک کی تفتیش سے ملزمان کے خلاف کافی ثبوت کا ریکارڈ موجود ہے۔ لہٰذا ان تمام ثبوتوں اور گواہوں کی روشنی میں متعلقہ عدالت کو فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے، جس پر مورخہ یکم نومبر ۲۲۰۲ء کو ڈویژنل بینچ نے ایف آر آئی ختم کرنے کی قادیانیوں کی درخواست خارج کر دی اور کہا کہ متعلقہ عدالت اس کا فیصلہ کرے گی۔

پولیس نے مجسٹریٹ کی کورٹ میں چالان داخل کر دیا، جس میں تمام ثبوت اور تصاویر مکمل کوائف متعلقہ مجسٹریٹ کی کورٹ نمبر ۲۵ ساؤتھ میں داخل کر دیئے، جہاں مقدمہ زیر سماعت ہے۔ اس دوران ملزمان نے ہائی کورٹ سے عبوری ضمانتیں عارضی طور پر منظور کروائیں اور درخواست کے نوٹس مدعی مقدمہ اور متعلقہ تھانوں کو ارسال ہوئے۔ مؤرخہ ۷/اکتوبر ۲۲۰۲ء۔ ہائی کورٹ میں قبل از گرفتاری عبوری ضمانت کے لئے قادیانیوں نے رجوع کیا۔ درخواست نمبر ۹۷۱-۲۰۲۲ جمع کرائی اور اس میں مؤقف اختیار کیا کہ ہمارے خلاف جھوٹی ایف آئی آر کاٹی گئی ہے اور اپنی عبادت گاہ کی الاٹمنٹ کی کاپی ساتھ جمع کرائی اور لکھا ہے کہ یہ جگہ ''احمدی مسلم ایسوسی ایشن کراچی'' کو مؤرخہ یکم اگست ۱۸۶۳ء کو ننانوے سال کے لئے لیز ہوئی اور یکم اگست ۱۹۶۲ء کو یہ لیز مزید ننانوے سال کے لئے دے دی گئی۔ اسی طرح اس علاقے میں ہندو، کرسچن، پارسی لوگ آباد ہیں اور ان کی عبادت گاہیں جن میں مشہور ماما پارسی اسکول برائے لڑکیاں، ۱۸۶۰ء سے موجود ہے اور اس کے نزدیک مشہور کیتھولک چرچ وغیرہ بھی وہاں موجود ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ احمدیوں نے قیام پاکستان کے لئے کردار ادا کیا اور مشہور احمدی سر ظفر اللہ خان صدر آل انڈیا مسلم لیگ تھے اور قیام پاکستان کی قرارداد ۱۹۴۰ء والی اسی نے ڈرافٹ کی اور وہ پہلا وزیر خارجہ تھا جناح صاحب کی کابینہ میں اور پرائم منسٹر لیاقت علی خان صاحب کے دور میں اور مارشل لاء ۱۹۵۸ء تک وہی رہا اور قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کو اپنی پہلی تقریر میں کہا کہ آپ تمام آزاد ہیں، آپ اپنی عبادت گاہوں میں جائیں۔ اس کے تحت ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ میں نے ضمانت کی درخواست پر عدالت میں اعتراضات اٹھائے کہ مینار اور محراب مسجد کی پہچان ہے اور مسجد صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ آرٹیکل ۲۶۰ آئین پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور آئین پاکستان کے مطابق قادیانیوں کا اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا اور مسلمانوں کے شعائر استعمال کرنا ۲۹۸ بی اور سی تعزیرات پاکستان کے تحت جرم

ہے اور آرڈی نینس ۱۹۸۴/۲۰ میں قادیانیوں کو مسلمانوں کے شعائر، علامات اور القابات جو مقدس ہستیوں کے لئے مخصوص ہیں، جیسے: نبی، صحابی، امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، ام المومنین، رضی اللہ عنہ، اہل بیت، مسجد، یہ ۲۹۸ بی اور سی اور آرٹیکل ۲۶۰ تھری کے زمرے میں آتا ہے اور قادیانیوں کا اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا، اپنے مذہب کی تبلیغ کرنا بلاواسطہ یا بالواسطہ، اپنے مذہب کو اسلام کہنا اور لوگوں کو دعوت دینا، ایسے الفاظ لکھنا یا بولنا اور اس طرح کی کوئی چیز بنانا جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ خود کو مسلمان ظاہر کر رہا ہے تو یہ اس قانون کی خلاف ورزی ہے اور اس کے لئے مستقل طور پر سپریم کورٹ کا لارجر بینچ فیصلہ دے چکا ہے اور سپریم کورٹ کے فیصلے میں لکھا ہے کہ اگر قادیانی جان بوجھ کر یہ جرائم کریں گے، اس آئین کی خلاف ورزی کریں گے تو یہ مسلمانوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور ان کا ایسا کرنا فراڈ، غلط بیانی، دھوکا دہی کہلائے گا اور وفاقی شرعی عدالت نے بھی ۱۹۸۴ء میں فیصلہ دیا کہ صحابی واہل بیت کے الفاظ کو اگر یہ استعمال کریں گے تو یہ جرم ہوگا۔ اور کہا کہ انہوں نے جو آرٹیکل ۲۰ بنیادی حقوق کی بات کی ہے یہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی بھی خلاف ورزی ہے جو انہوں نے اس آرڈر کو چیلنج کیا تھا۔

اس دوران کورٹ کو قرآن کریم کی سورۃ التوبہ کی آیات ۱۰۷، اور ۱۰۸ پڑھ کر سنائی گئیں، جس میں مسجد ضرار کا ذکر ہے، وہ بھی منافقین کی مسجد تھی جو اسلام کے خلاف بنائی گئی تھی، اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے وحی نازل کی اور آپ ﷺ نے اسے جلانے کا حکم دیا۔ چناں چہ اسے ختم کر دیا گیا۔ اس سب سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ قادیانیوں کے خلاف یہ جرم بخوبی بنتا ہے، لہٰذا ان کی ضمانت خارج کی جائے۔

ساتھ ہی قومی شاعر علامہ محمد اقبال کے وہ الفاظ بھی نقل کئے کہ میں بہت فکرمند ہوں کہ قادیانی لوگ خود کو نئے نبی کا پیروکار کہتے ہیں اور آپ ﷺ سے بڑا مانتے ہیں، خود کو مسلمان اور اصلی مسلمان جو ہم ہیں، ہمیں کافر کہتے ہیں۔ بعد میں اقبال نے کہا کہ: میری باتیں درست ثابت ہوئیں جب میں نے ان کے پیغمبر مرزا قادیانی کے وہ الفاظ سنے جس میں اس نے کہا کہ ہر مسلمان میری کتابوں سے محبت کرتا ہے، فائدہ اٹھاتا ہے اور جو مجھے قبول نہیں کرتا وہ کنجری کی اولاد ہے۔ (آئینہ کمالات ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ایضا) یہ ان کے پیغمبر کی زبان ہے۔

اس طرح کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں: ’’جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔‘‘ (نزول المسیح حاشیہ ص ۴، خزائن ج ۱۸، ص ۳۸۲)

’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘ (تذکرہ ص ۵۱۹ طبع چہارم)

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔'' (تذکرہ ص ۲۸۰ طبع چہارم)

''جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا'' (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، ۱۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ایضاً)

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔''

(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

''پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔'' (اربعین نمبر ۳ حاشیہ ص ۲۸، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

''صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر مسلمانوں کے پیچھے نماز مت پڑھو'' (ملفوظات ج ۱، ص 525 طبع جدید)

''اب جو شخص اس صاف فیصلے کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلے کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوارِ سلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

ظفر اللہ قادیانی نے قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا، اس نے کہا کہ: ''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔'' (روزنامہ زمیندار لاہور، ۸ر فروری ۱۹۵۰ء)

قادیانیوں نے اپنی ضمانت کی درخواست کے ساتھ جو کاغذات منسلک کئے ان پر الاٹمنٹ کی تاریخ یکم اگست ۱۸۶۳ء ہے، اور اس پر احمدی مسلم جماعت لکھا ہے، جبکہ یہ جماعت اس وقت بنی ہی نہیں تھی، کیوں کہ مرزا کی پیدائش ۱۸۳۵ء کی ہے اور پہلی بار ۱۸۹۹ء میں نبوت کا دعوی کیا۔ مرزا ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک سیالکوٹ کچہری میں چپڑاسی رہا ہے۔ یہ جعلی کاغذات ہیں۔ دوبارہ لیز ایس عبد الخالق کے نام سے ۱۹۶۲ء میں ہوئی، گویا پہلے تو یہ ایک ایسوسی ایشن کے نام تھی، پھر ان کے نام کیسے ہوئی؟ یہ خود عدالت سے فراڈ ہے، جماعت کی جگہ فرد کے نام کیسی ہوگئی؟ اور ہائی کورٹ ڈائریکٹ ضمانت نہیں دے سکتا، جس پر قادیانی وکیل نے دو تین فیصلوں کے دلائل پیش کئے، جس پر ہم نے اعتراض کیا کہ سیشن کورٹ سے ضمانت ہوگی، ان کو

خصوصی رعایت کیوں دی گئی؟ قادیانی ۱۹۷۴ء سے آج تک ناجائز فائدے اٹھا رہے ہیں۔

جج صلاح الدین احمد پنہور پہلے ایک مقدمے میں قادیانیوں کے وکیل رہ چکے ہیں، یہ مقدمہ ان کی عدالت میں پیش ہوا تو میں نے اعتراض کیا کہ آپ چونکہ ۲۰۰۴ء میں وکالت کے دوران ایک مقدمے میں قادیانی کمیونٹی کے وکیل رہ چکے ہیں، لہٰذا آپ سے استدعا ہے کہ آپ ان مقدمات کو سننے سے اجتناب کریں اور کسی اور جج کے پاس بھیجیں۔ جس پر جج نے کہا کہ اگر میں اس وقت شیعوں کا وکیل رہا ہوتا اور آج شیعہ حضرات کا کوئی مقدمہ میرے سامنے آتا تو کیا میں اسے بھی نہیں سن سکتا؟ تو میں نے جواب میں عرض کی کہ ان کی بات الگ ہے، کیوں کہ قادیانی آئین پاکستان کی رو سے کافر ہیں اور اہل سنت واہل تشیع سمیت مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر قادیانیوں کے کفر پر متفق ہیں۔ اس پر جج صاحب نے کہا کہ اگر میں کہوں کہ آپ آئندہ میرے سامنے کسی مقدمے میں پیش نہیں ہوں گے، تو کیا آپ کو منظور ہے؟ اس پر میں نے کہا کہ ٹھیک ہے، میں اس پر راضی ہوں۔ پھر انہوں نے مقدمہ آگے کسی اور جج کو بھیج دیا، اس کے بعد مؤرخہ ۱۸/جنوری ۲۰۲۳ء کو ہائی کورٹ سندھ کے جسٹس محمد سلیم جیسر نے تاریخی فیصلہ دیا اور ان تمام فیصلوں کو جو قادیانیوں نے مختلف عدالتوں سے لئے تھے، ان کو ناقابل عمل قرار دیا اور ضمانتیں خارج کردیں اور کہا کہ پہلے سیشن جج سے ضمانت لیں اور مجسٹریٹ کو حکم کیا کہ اس کیس کو جلد از جلد چلایا جائے۔ اس کے بعد قادیانیوں پر فردِ جرم عائد کردی۔

رات کو سوتے وقت کے عملیات

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت علیؓ سے فرمایا: ''اے علیؓ رات کو روزانہ پانچ کام کرکے سویا کرو۔ چار ہزار دینار صدقہ دے کر سویا کرو۔ ایک قرآن شریف پڑھ کر سویا کرو۔ جنت کی قیمت دے کر سویا کرو۔ دولڑنے والوں میں صلح کرا کر سویا کرو۔ ایک حج کرکے سویا کرو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ امر محال ہے۔ مجھ سے کب یہ سب کام ہوسکیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چار مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر سویا کرو۔ اس کا ثواب چار ہزار دینار صدقہ دینے کے برابر تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر سویا کرو۔ ایک قرآن مجید پڑھنے کے برابر ثواب ملے گا۔ تین مرتبہ درود پڑھ کر سویا کرو۔ جنت کی قیمت ادا ہوگی۔ دس مرتبہ استغفار پڑھ کر سویا کرو۔ دولڑنے والوں میں صلح کرانے کے برابر ثواب ملے گا۔ چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ کر سویا کرو۔ ایک حج کا ثواب ملے گا۔ اس پر حضرت علیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اب تو میں یہ عملیات کرکے سویا کروں گا۔'' (توشہ آخرت)

قادیانیوں سے چند سوالات

مولانا عتیق الرحمٰن

۵...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت دوبارہ تشریف لاکر دجال کو قتل کریں گے۔ جب کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ: ’’میں مسیح موعود ہوں اور احادیث میں جو دجال کا ذکر ہے اس سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۱۴ خزائن ج۷ ص۱۹۲)

دوسری جگہ کہا کہ ’’دجال سے مراد عیسائیوں کے پادری ہیں‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۲۲ خزائن ج۷ ص۲۰۲)

تیسری جگہ کہا کہ: ’’دجال عیسائی ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۸۲ خزائن ج۳ ص۳۵۹)

چوتھی جگہ کہا کہ: ’’اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۸۸ خزائن ج۳ ص۳۶۲)

پانچویں جگہ کہا کہ: ’’کرسچن قوموں تثلیث کے حامیوں اور پادریوں کے گروہ کو دجال کہا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۹۴ خزائن ج۳ ص۳۶۵)

چھٹی جگہ پر لکھا کہ: ’’مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۹۶ خزائن ج۳ ص۳۶۶)

اب سوال یہ ہے کہ عیسیٰ جو دجال کو قتل کرنے آیا وہ (مرزا قادیانی) خود تو مر گیا اور دجال (قوم نصاری، عیسائی، پادری) اب تک زندہ اور موجود ہیں۔ کیا کوئی قادیانی بتا سکتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں دجال قتل نہیں ہوگا بلکہ مسیح موعود کی وفات کے بعد زندہ اور موجود رہے گا؟

۶...... احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایک قوم یاجوج ماجوج کی نکلے گی۔ اس وقت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے اور آپ کی زندگی میں یہ قوم ختم ہو جائے گی۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۵۰۲ خزائن ج۳ ص۳۶۹) پر انگریز اور روس کو یاجوج ماجوج قرار دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو دعویٰ مسیحیت کا ہے تو کیا مرزا قادیانی کی زندگی میں انگریز اور روس (جو کہ یاجوج ماجوج ہیں) کے باشندے ختم ہوئے؟ اور اگر مرزا قادیانی مسیح ہے۔ انگریز اور روس یاجوج ماجوج ہیں تو کیا مرزا ان کو کوہ طور پر لے گیا؟

۷...... مرزا قادیانی نے کہا کہ: ’’ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے۔ جس کے بین

الاذنین کا اندازہ ستر باع کیا گیا ہے۔اس جگہ ہمارے نبی نے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۹۸ خزائن ج ۳ ص ۴۹۳)

صورت حال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی لاش کو لاہور سے قادیان بذریعہ ریل گاڑی سے پہنچایا گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ ریل گاڑی تو ہے دجال کا گدھا۔اس گدھے پر سوار ہونا تھا دجال نے، نہ کہ قاتل دجال (مرزا) نے،لیکن سوار ہورہے ہیں مرزا قادیانی،ایسا کیوں؟اب مرزا قادیانی کو کیا سمجھا جائے؟

۸...... مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:’’عیسیٰ کا رنگ شامی ہونے کی وجہ سے سرخ تھا۔‘‘

(کتاب البریہ ص ۲۶۳ خزائن ج ۱۳ ص ۳۰۲ حاشیہ)

پھر ایک اور جگہ کہا کہ حضرت مسیح شام کے رہنے والے تھے اس لئے سفید رنگ تھے۔

(مسیح ہندوستان میں ص ۸۱ خزائن ج ۱۵ ص ۸۳)

اب سوال یہ ہے کہ کیا ایک علت کے دو نتیجے ہوسکتے ہیں؟ کہ ایک شامی مسیح سرخ رنگ کا ہو اور وہی شامی مسیح سفید رنگ کا ہو؟

۹...... قادیانی کہتے ہیں کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا،یعنی آپ کا رفع جسمی آسمانی اس لئے ناقابل تسلیم ہے کہ یہ خلاف قدرت ہے۔

قادیانیوں سے سوال ہے کہ پھر یہود کو تم کافر کیوں کہتے ہو وہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا خلاف قدرت ہے۔اس لئے وہ حضرت مسیح کے نسب پر طعن اور سیدہ مریم پر بہتان عظیم لگاتے ہیں۔قادیانی اور یہودی دونوں خلاف قدرت کو بہانہ بناتے ہیں۔

مگر قادیانی مسیح علیہ السلام کو بن باپ مان کر یہودیوں کو بن باپ نہ ماننے کی وجہ سے کافر کہتے ہیں۔ اور ان کی خلاف قدرت کی دلیل کا اعتبار نہیں کرتے۔مگر خود اپنے خلاف قدرت عذر لنگ کے باعث مسیح علیہ السلام کے رفع سماوی کا انکار کرتے ہیں۔کیا قادیانی کبھی اس پر غور کریں گے کہ یہودیوں کا عذر لنگ خلاف قدرت کا تمہیں قبول نہیں تو تمہارا یہی عذر لنگ کیسے قبول کرلیا جائے؟

سوتے وقت سورہ فاتحہ اور اخلاص پڑھنے کا اجر

آپ ﷺ نے فرمایا:’’جو شخص سوتے وقت سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھتا ہے وہ قیامت کے دن امینوں میں سے ہوگا اور پیغمبروں کے بعد سب سے پہلے وہ بہشت میں جائے گا۔‘‘

آپ ﷺ سے منقول ہے کہ:’’جو شخص سوتے وقت ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور تین دفعہ سورہ اخلاص پڑھتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے گویا کہ ماں کے شکم سے ابھی پیدا ہوا ہے۔

ختم نبوت کانفرنس باغ آزاد کشمیر

مولانا محمد عادل خورشید

آزاد کشمیر اسمبلی کے رکن جناب (ریٹائرڈ) میجر محمد ایوب صاحب حجاز مقدس فریضہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ روضہ طیبہ پر جاتے وقت مسجد نبویﷺ میں اچانک ان کے دل میں خیال آیا کہ میں کس منہ سے رحمت عالمﷺ کے حضور مواجہہ شریف پر سلام عرض کرنے جارہا ہوں؟ حالاں کہ ہمارے ملک میں آپﷺ کے دشمن دندنا رہے ہیں۔ یہ خیال جیسے ہی دل میں آیا تو انہوں نے پکا ارادہ کرلیا کہ اپنی آزاد کشمیر اسمبلی سے مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے میں قرارداد پیش کروں گا۔ حج سے واپس آئے تو انہوں نے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد ۲۲ مارچ ۱۹۷۳ء کو آزاد جموں کشمیر قانون ساز اسمبلی کو پیش کی اور ۲۸/اپریل ۱۹۷۳ء کو بحث کے بعد پاس کرلی گئی۔ اس قرارداد کا متن یہ ہے:

’’آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر اسلامی حکومت ہونے کے علاوہ ایکٹ ۱۹۷۱ء کی رو سے قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی قوانین وضع کرنے کی پابند ہے۔ ۱۹۷۲ء کے سرمائی اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے یہ ایوان حکومت کو اسلامی قوانین فی الفور نافذ کرنے کا مطالبہ بھی کرچکا ہے۔ تمام اسلامی ممالک کے فیصلوں کی روشنی میں یہ ایوان حکومت کو ان اقدامات کو بروئے کار لانے کی سفارش کرتا ہے کہ:

الف...... مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ب...... آزاد کشمیر میں مقیم مرزائیوں کو رجسٹر کیا جائے اور اقلیت کی بنیاد پر ہر سطح پر نمائندگی دی جائے۔

ج......آزاد کشمیر میں مرزائیت کی تبلیغ کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔‘‘

اس تاریخی دن کی مناسبت سے دارالعلوم تعلیم القرآن باغ میں میجر ایوب شہید میموریل کمیٹی و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس ۲۹/اپریل ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ صبح ۹ بجے منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، سیاسی وسماجی شخصیات و ماہرین قانون نے خطاب کیا۔ خصوصی خطاب حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور حضرت مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے کیا۔ ان کے علاوہ مفتی محمود الحسن مسعودی آزاد کشمیر، مولانا امین الحق فاروقی آزاد کشمیر، مولانا سلیم اعجاز دھیرکوٹ، مولانا امتیاز احمد صدیقی امیر جمعیت علمائے جموں وکشمیر، عبدالرشید ترابی جماعت اسلامی آزاد کشمیر، عبدالرشید چغتائی ایڈووکیٹ، عامر مشتاق میڈیا کوآرڈینیٹر، میجر ایوب میموریل کمیٹی، مولانا مفتی محمد ندیم خان آزاد کشمیر، راجہ

آصف، مولانا سیف الرحمٰن کشمیری، مولانا نذر حسین اور راقم الحروف سمیت و دیگر سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات نے خطاب کیا۔ مقررین نے اس عظیم کارنامے پر میجر ایوب شہید اور دیگر ممبران اسمبلی کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور حکومت وقت سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ ان کی پیش کردہ قرارداد پر من و عن عملدرآمد کیا جائے۔ کیوں کہ ابھی تک ان کی پیش کردہ قرارداد کی شق نمبر۲ پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

۶؍فروری ۲۰۱۸ء کو آزاد کشمیر کے آئین میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے کر میجر محمد ایوب خان کی قرارداد کی پہلی شق قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا پر بھی عمل درآمد ہو گیا۔

شرکاء کانفرنس نے تحفظ ختم نبوت اور تعاقب قادیانیت کے مشن کو اپنی زندگی کا مقصد بنانے کا عزم کیا۔ کانفرنس حضرت مولانا امین الحق فاروقی کی میزبانی میں اور مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ پونچھ، بھمبر، پلندری، چکار، چنار، راولاکوٹ، جہلم ویلی، ضلع حویلی اور مظفر آباد سمیت متعدد مقامات سے قافلوں کی صورت میں شرکاء نے کانفرنس میں بھرپور شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس ٹانک

۵؍مارچ ۲۰۲۳ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹانک کے زیر اہتمام سالانہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس شین مینار مسجد میں حضرت مولانا نور محمد بیٹنی امیر عالمی مجلس ٹانک کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز صبح دس بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت قاری اسامہ آخوند نے حاصل کی۔ ازاں بعد مختلف نعت خوان حضرات نے حصہ لیا۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد الیاس نے انجام دیئے۔ حضرت مولانا اللہ بخش مدظلہ اور مولانا محمد عمیر فاروقی، مولانا بنیامین اور حضرت اقدس پیر ذوالفقار احمد کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا خالد زمان نے بیانات کئے۔

ختم نبوت کانفرنس خانیوال

۷؍مارچ ۲۰۲۳ء کو خانقاہ مالکیہ ایک مینار مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت حافظ محمد انس اور قاری محمد ذوالفقار نے کی۔ نعتیہ کلام قاری مظہر حسین رحیمی اور حبیب الرحمٰن فخر نے پیش کیا۔ کانفرنس میں مولانا عطاء المنعم نعیم، ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد احمد انور مان کوٹ اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ اختتامی دعا ضلعی امیر پیر خواجہ عبدالماجد صدیقی نے کرائی۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے......مبصر: مولانا اللہ وسایا

کتاب: شیطانی ریاست: مؤلف: کنور انتظار محمد خان ملتان ایڈووکیٹ سپریم کورٹ: صفحات: ۲۸۸: قیمت: ۸۰۰: ملنے کا پتہ: تہلکہ پبلشرز نیو گلگشت کالونی ملتان: رابطہ نمبر: 0322-6104655

مؤلف نے ٹائٹل کے اوپر کے حصہ پر ’’تاریخ پاکستان کے سربستہ راز بے نقاب‘‘ ایک سطر میں اور دوسری سطر میں ’’شیطانی ریاست‘‘ کتاب کا نام تحریر کیا ہے۔

ٹائٹل پر لیاقت باغ کے اس جلسہ کی تصویر دی ہے جس میں جناب لیاقت علی خان کو گولی مار کر شہید کیا گیا تھا۔ اس تصویر کے نیچے کیپشن یہ لکھا ہے ’’وزیراعظم لیاقت علی خان کے قتل سے چند لمحے قبل کی تصویر ڈائس پر شیخ مسعود سپاس نامہ پیش کررہے ہیں، وزیراعظم درمیان میں رکھی اکیلی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ سٹیج کے دائیں کونے پر قاتل سید اکبر جب کہ بائیں کونے پر وزیراعظم کے سیکرٹری نواب صدیق علی خان بیٹھے ہیں۔ سید اکبر کے بیٹے دلاور کو پولیس نے سٹیج پر چڑھنے سے روکا ہوا ہے۔‘‘

اس کیپشن کے نیچے دو لائنوں میں دس تصویریں دی گئی ہیں۔

(۱) امریکی صدر ٹرومین (۲) چوہدری ظفراللہ قادیانی (۳) گورنر غلام محمد (۴) مشتاق گورمانی (۵) قربان علی ڈی. آئی. جی (۶) مرزا بشیرالدین محمود قادیانی (۷) جنرل اختر حسین ملک قادیانی (۸) میجر جنرل نذیر قادیانی (۹) ایم. ایم احمد قادیانی (۱۰) عزیز احمد۔

ان تصاویر کے انتخاب سے پوری کتاب کے مندرجات سمجھ آجاتے ہیں۔ آخر میں کتابیات کی فہرست دی ہے جس سے کتاب کا مأخذ سمجھا جاسکتا ہے۔

مصنف کی حب الوطنی شک وشبہ سے بالاتر ہے اور وہی اس کتاب کی ترتیب واشاعت کا باعث ہے۔ کتاب کے مؤلف سپریم کورٹ کے وکیل ہیں اور کتاب پر تبصرہ نگار ایک ملّا ہے۔ رنگین ٹائٹل، عمدہ مجلد، طباعت واشاعت قابل قبول ہے۔

خطبات امیر شریعت (اضافہ شدہ ایڈیشن): ترتیب وتبویب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی: ناشر: قاضی احسان احمدؒ اکیڈمی متصل مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ صدیق آباد بستی مٹھو شجاع آباد ملتان۔

زیرنظر کتاب امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خطبات کا اضافہ شدہ ایڈیشن

ہے۔جس میں شاہ جیؒ کی کچھ تقاریر جو بعد میں ملیں انہیں شامل کر کے شائع کیا گیا۔ یہ تاریخی مواد جو مختلف رسائل میں متفرق تھا۔مولانا شجاع آبادی نے آیات، احادیث اور مرزا قادیانی کے حوالہ جات کی تخریج کے ساتھ اسے یکجا جمع کر کے شائع کر دیا۔شاہ جیؒ کا دور اگرچہ کیسٹ ،سی ڈیز اور یو،ایس،بی کا دور نہ تھا تاہم زود نویس علماء کرام نے کاغذ و قلم کے سپرد کیا۔

اضافہ شدہ ایڈیشن میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی ۱۹۵۲ء کی ایک تقریر جسے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ جو اس وقت دارالعلوم حقانیہ کے منتہی طلبہ میں سے تھے تحریر کیا۔ جسے ابن امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے ابتدائیہ لکھ کر آب وتاب کے ساتھ شائع کیا۔ نیز حضرت مولانا سید شیر علی شاہؒ نے ایک صفحہ کا افتتاحیہ بھی لکھا۔انہیں تبرکات کے علاوہ کچھ اور تقاریر بھی دستیاب ہوئیں۔جنہیں خوب صورت کاغذ اور جلد کے ساتھ شائع کیا گیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان کے علاوہ سمیت تمام دفاتر میں دستیاب ہے۔

مرکزی خانقاہ جامعہ دارالعلوم مالکیہ میں آمد

یکم مئی ۲۰۲۳ کو مرکزی خانقاہ و جامعہ دارالعلوم مالکیہ ہاشم آباد زیدہ صوابی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہ نما مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، خیبر پختونخواہ کے مبلغ مولانا عابد کمال و دیگر علماء کرام کی آمد ہوئی۔مرکزی خانقاہ و دارالعلوم کے نائب مہتمم وفاضل جامعہ دارالعلوم کراچی مفتی فضل آمین خان اور مرکزی خانقاہ کے مدرسین مفتی نیاز محمد و قاری محمد ابراہیم نے انٹر چینج پر استقبال کیا۔خانقاہ میں پہنچتے ہی شیخ المشائخ قطب دوران حضرت مولانا عبدالمالک صاحب اور خانقاہ کے مدرسین مفتی محمد موسی، مفتی فخر الاسلام، مولانا وقار احمد اور صاحبزادہ بنیامین نے استقبال کیا۔

زمزم اور مدینہ کی کھجور سے مہمان نوازی کی، پھر ناشتہ کے لئے شیخ صاحب نے درخواست کی، جاتے ہوئے اکابر اولیاء کرام کی حقیقی تواضع انکساری وفنائیت اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کی ایک نورانی جھلک تھی۔مولانا اللہ وسایا صاحب نے شیخ صاحب کے قدم چومے، جس پر شیخ صاحب بہت روئے اور فرمایا کہ میں تو تقریبا ۱۵/۲۰ سال سے نام لے کر آپ کے لئے دعا کرتا ہوں میں تو آپ کے فیض کا محتاج ہوں۔پھر فرمایا کہ میرے پاس جتنے بھی مہمان آئے ان میں مجھے ان کی آنے سے جتنی روحانی سکون اور خوشی آپ سے ملی شاید کسی اور کے آنے سے اتنی ملی ہو، فرمایا یہ اس وجہ سے کہ یہ حضرات ختم نبوت کے مجاہدین ہیں۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس سوات

مدرسہ حسن شموزئی کے زیراہتمام ۳۰/اپریل ۲۰۲۳ء کو مدرسہ حسن شموزئی قبرشاہ سوات میں جلسہ دستار بندی کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت مولانا خلیفۃ اللہ مہتمم مدرسہ ہذا وامیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سوات نے کی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری اسماعیل مشوانی نے حاصل کی۔ مہمانان خصوصی مولانا عابد کمال حقانی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا صدیق احمد مسئول وفاق المدارس العربیہ ضلع سوات اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس میں تیس (۳۰) طلباء کرام کی دستار بندی بھی کی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس خانقاہ شمسیہ مجددیہ شاہ منصور صوابی

یکم مئی ۲۰۲۳ء کو ختم نبوت کانفرنس بمقام خانقاہ شمسیہ مجددیہ شاہ منصور صوابی، زیر صدارت پیر طریقت حضرت مولانا اعزاز الحق امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوابی منعقد ہوئی۔ مہمانان گرامی مولانا قاضی احسان احمد کراچی، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا حقانی امیر جمعیت علماء اسلام، حضرت مولانا مفتی رضا الحق مفتی افریقہ کے خصوصی خطابات ہوئے۔ شیخ القرآن حضرت مولانا نور الہادی نے پروگرام کے اختتام پر دعا فرمائی۔ صوابی جماعت عالمی مجلس کے دفتر کے لئے حاصل کردہ کئی کنالوں پر مشتمل پلاٹ کا سنگ بنیاد یادگار اسلاف حضرت مولانا رضاء الحق نے رکھا اور دعا کرائی۔ جوق در جوق لوگ شریک ہوئے۔

مسلمان بن کر وکالت کرنے والا قادیانی پکڑا گیا

علی احمد طارق خود کو سید ظاہر کر رہا تھا۔ سٹی کورٹ تھانے میں وکلا کے احتجاج پر مقدمہ درج

کراچی (اسٹاف رپورٹر) خود کو مسلمان اور خاندان اہل بیت کا فرد ظاہر کرنے والے قادیانی وکیل کو سٹی کورٹ سے گرفتار کرلیا گیا۔ تھانہ سٹی کورٹ میں قادیانی وکیل کے خلاف وکلا نے توہین رسالت کا مقدمہ درج کرادیا۔ قبل ازیں وکلا نے شدید احتجاج کیا۔ اس سے قبل بھی قادیانی وکیل کے خلاف مقدمہ درج کرایا گیا تھا۔ ضمانت حاصل کرنے کے بعد بھی قادیانی وکیل نے وکالت نامے میں خود کو سید ظاہر کر کے عدالت

میں جمع کرایا۔تفصیلات کے مطابق خود کو مسلمان اور اہل بیت ظاہر کرنے والے قادیانی وکیل کو سٹی کورٹ سے گرفتار کرلیا گیا۔جمعرات کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جنوبی کی عدالت میں قادیانی ارتداد خانے پر شعائر اسلام استعمال کرنے سے متعلق مقدمہ منتقل کرنے کی درخواست پر سماعت ہوئی۔اس دوران ملزم کی جانب سے وکیل علی احمد طارق نے وکالت نامہ جمع کرایا۔مقدمہ کی سماعت کے بعد وکلاء کی جانب سے علی احمد طارق کے خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر شدید احتجاج کیا گیا۔وکلاء علی احمد طارق کو لے کر تھانہ سٹی کورٹ پہنچ گئے۔ابتدائی طور پر پولیس کی جانب سے مقدمہ درج کرنے سے پہلے اعلیٰ حکام سے اجازت لی گئی جس میں کافی وقت لگا۔اس دوران وکلا کی جانب سے احتجاج کیا گیا۔بعدازاں پولیس نے مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کرلیا ہے۔ وکیل محمد اظہر خان ایڈووکیٹ کی مدعیت میں تھانہ سٹی کورٹ میں مقدمہ الزام نمبر ۲۰۲۳/۵۴ درج کیا گیا ہے۔

مقدمہ کے متن کے مطابق مدعی نے شکایت درج کراتے ہوئے بتایا کہ ۲۷/اپریل ۲۰۲۳ء کو میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جنوبی کی عدالت میں کیس نمبر ۲۰۲۳/۳۲ میں پیش ہوا تھا، تو وہاں پر ملزم صباحت کی جانب سے ایک وکیل صبح ۹ بج کر ۴۰ منٹ پر پیش ہوا اور وکالت نامہ جمع کرایا جس میں اس نے اپنا نام سید علی احمد طارق تحریر کیا ہوا تھا، جبکہ یہ وکیل قادیانی ہے۔اس نے کورٹ میں جان بوجھ کر خود کو سید ظاہر کیا، جب میں نے کورٹ کے باہر اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں ایک سچا مسلمان اور سید ہوں۔یہ الفاظ وہاں پر موجود وکلا جن میں غلام اکبر جتوئی اعجاز احمد سومرو و دیگر وکلا نے سنے۔لہٰذا میں درخواست کرتا ہوں کہ ملزم علی احمد طارق کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ بی اور سی کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔اس حوالے سے مدعی مقدمہ نے امت کو بتایا کہ وکیل علی احمد طارق قادیانی ہے اور اپنا تعلق اہل بیت سے ظاہر کر رہا تھا، جبکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت کوئی بھی قادیانی خود کو مسلمان ظاہر نہیں کرسکتا، جبکہ وہ شعائر اسلام بھی استعمال نہیں کر سکتا، کیوں کہ قادیانی منکرین ختم نبوت ہیں۔اس نے عدالت میں پیش ہو کر وکالت نامہ جمع کرایا جس پر مجھ سمیت دیگر وکلا نے اعتراض کیا۔ہم نے اس سے دوبارہ پوچھا تو اس نے دیگر وکلا کے سامنے کہا کہ میں مسلمان اور اہل بیت میں سے ہوں۔اس کے بعد وکلا نے قانونی کارروائی کرتے ہوئے تھانہ سٹی کورٹ میں اس کے خلاف مقدمہ درج کروایا اور پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔اس حوالے سے ایس ایچ او تھانہ سٹی کورٹ انسپکٹر ملک عادل نے امت کو بتایا کہ وکیل محمد اظہر خان کی جانب سے مقدمہ درج کرایا گیا ہے، جس پر وکیل ملزم علی احمد طارق کو گرفتار کیا گیا ہے۔ملزم وکیل قادیانی ہے اور اپنے نام کے ساتھ سید استعمال کر رہا تھا، حالاں کہ قادیانی نام کے ساتھ سید لکھنا یا شعائر اسلام اور اہل بیت کے القابات استعمال نہیں کر سکتا۔ مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔　(روزنامہ امت کراچی ۲۸/اپریل ۲۰۲۳ء)

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب		مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ		پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
2	رئیس قادیان		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
3	ائمہ تلبیس		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
4	تحفہ قادیانیت	(چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1200
5	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے	(2 جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
6	تحریک ختم نبوت	(10 جلد مکمل سیٹ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
7	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ	(تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
8	محاسبہ قادیانیت، جلد نمبر 1 تا 27	(مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	7500
9	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ	(5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	400
11	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	(5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
12	آئینہ قادیانیت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
13	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
14	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے		جناب محمد متین خالد صاحب	250
15	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
16	خطبات شاہین ختم نبوت	(دو جلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما	400
17	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ		مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
18	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت)	(دو جلدیں)	رسائل اکابرین	500
19	قادیانیت کا تعاقب		مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	250
20	ختم نبوت کورس		مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	300
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت		جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	قادیانیت عقل وانصاف کی نظر میں		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی
اسلام
ختم نبوت
سالانہ
پُر وقار
ختم نبوت کانفرنس
تحفظ ختم نبوت
بمقام علی مشتاق اسٹیڈیم
جلال پور پیر والا ضلع ملتان
بتاریخ
3
جون 2023
ہفتہ
بعد نماز مغرب
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا منیر احمد منور
مفتی عطاء الرحمن
مولانا محمد ناصر الدین خاکوانی
مولانا محمد حنیف جالندھری
مولانا اللہ وسایا
مولانا زبیر احمد صدیقی
مولانا محمد طیب معاویہ
مولانا احمد حنیف جالندھری
مولانا محمد یحییٰ عباسی
مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شاہد عمران عارفی
مولانا محمد قاسم
مولانا عزیز الرحمن ثانی
عبدالشکور
محمد اسحاق
محمد قاسم
نذیر احمد
محمد معاذ
ابوبکر
خلیل احمد
اللہ یار عابد
مختار الحق
محمد رفیق
محمد طارق
عطاء الرحمن
محمد امین
طاہر فیاض
غلام فرید
ضیاء الحق
حماد اللہ
رشید احمد
اللہ بچایا
خالد عابد
محمد حمزہ
محمد معاذ
اسد اللہ
محمد عثمان
عتیق الرحمن
ثناء اللہ
محمد اسحاق ساقی
یار محمد عابد
محمد انس
محمد وسیم اسلم
منجانب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جلال پور پیر والا ضلع ملتان
0301-7500173
0301-7904257

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

مجلس تحفظِ ختم نبوت

کو دیجیے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کئے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک، ایف اے...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... تحریک ختم نبوت 10 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 27 جلدیں

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

اکاؤنٹ نمبرز

01127-01010015785 مسلم کمرشل بنک ملتان

00380038-01034640 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی

خواجہ عزیز احمد

سید سلیمان یوسف بنوری

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد	اٹک	گوجرانوالہ	لاہور	سرگودہا	چناب نگر	جھنگ	خانیوال	چیچہ وطنی	بہاولنگر	کراچی
0334-5082180 0300-7550481	0300-5380055 0321-5718212	0302-5152137	0300-4304277 0300-4981840	0301-6361561	0301-6395200	0300-7832358	0301-7819466	0303-2453878	0333-6309355	0300-9899402

بہاولپور	ملتان	رحیم یار خان	سکھر	پنوں عاقل	سیالکوٹ	حیدر آباد	کنری	کوئٹہ	ژوب	ٹوبہ ٹیک سنگھ	قصور
0300-6851586	061-4783486	0301-7659790	0302-3623805	0301-3405745	0300-7442857	0300-8775697	0300-3300241	0331-3064596	0334-7225096	0345-8009177	0300-6950984